امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل
- حضرت مولانا محمد عارف صاحب ہر سنگھ پوریؒ
- حق وصداقت کی آواز بلند کیجئے
- موجودہ حالات اور ہماری ذمہ داریاں
- پنش اے مسلم ڈے..........
- تصویر وطن اور مسلمانوں کا لائحہ عمل
- ملی سرگرمیاں

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 18 مورخہ ۱۳ر رجب المرجب ۱۴۳۹ھ مطابق ۳۰ر اپریل ۲۰۱۸ء روز سوموار

جماعتی زندگی کی تشکیل

حضرت مولانا عبد الصمد رحمانیؒ سابق نائب امیر شریعت امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ

تفرقہ اور انتشار قرآن حکیم کی نگاہ میں بغاوت ہے اور دین پر اقامت اس کی نگاہ میں اجتماع کلمہ اور ائتلاف ہے، اور بلا تخصیص زمان ومکان یکساں طور پر چاہے مسلمان دار الاسلام میں ہو یا دار الکفر میں وہ اس کا مامور بنایا گیا ہے کہ جماعتی زندگی اختیار کرے، اور تشتت وافتراق اور فوضویت کی غیر شرعی زندگی اور گمراہی سے اپنے کو محفوظ رکھے، رہا یہ کہ اس جماعتی زندگی کی تشکیل کیا ہوگی؟ اور اس کو عملا کیونکر برتا جائے گا، اس کی واضح تشریح اور توضیح اگر چہ احادیث نبویؐ میں ملے گی، جو قرآن کی صحیح معنون میں تفسیر وبیان ہے، اور وحی الٰہی ہونے کی حیثت سے ہر طرح کے سہو وخطا سے پاک ہے، کیونکہ قرآن حکم کا یہ اعلان ہے۔ ''وہ نہیں بولتے ہیں اپنے نفس کی خواہش سے ان کا بولنا نہیں ہے مگر وحی جو ان پر نازل ہوتی ہے۔'' (نجم ع ا پ ۲۷)

مگر اس کے اجمالی بیان سے قرآن کریم بھی ساکت نہیں ہے صرف غور وفکر کی ضرورت ہے۔ اتنی بات تو بہت واضح ہے کہ جماعت کا تحقق بغیر کسی قائد کے نہیں ہوسکتا ہے چاہے وہ نماز کی جماعت ہو، اور اس کے قائد کا نام امام رکھ لیا جائے، یا کوئی فوجی جماعت ہو اور اس کے قائد کا نام سپہ سالار، امیر عسکر، یا کوئی دوسرا نام رکھ لیا جائے یا اخلاقی، سیاسی، علمی، ادبی او اقتصادی امور کے متعلق کوئی کمیٹی ہو اور اس کے قائد کا نام صدر رکھ لیا جائے اور یہی وہ حقیقت ہے جس کی طرف قرآن حکیم نے ان آیتوں میں اشارہ کیا ہے، جہاں یہ بتایا ہے کہ خدا کے حضور میں جب جماعت باز پرس کے لئے طلب کی جائے گی تو ان کے قائد کو بھی بلایا جائے گا جس کو کہیں امام سے اور کہیں شہید سے اور کہیں دوسرے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے، جس کے معنی یہ ہیں کہ جماعت کے لئے امام، قائد کا ہونا قرآن حکیم کی نگاہ میں ایک حقیقت ثابتہ ہے، ارشاد ہے ''جن دن ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے پس جس کسی کو اس کی کتاب اس کے داہنے ہاتھ میں دی جائے گی وہ لوگ اپنی کتاب کو (خوشی سے) پڑھیں گے اور ان پر ایک تاگے کے برابر بھی ظلم نہ ہوگا۔'' (بنی اسرائیل ع ۸) ''کیا حال ہوگا جب ہم ہر جماعت سے ایک شہید لائیں گے اور آپ کو ان سب پر شہید ٹھیرائیں گے''۔ (نساء ع ٦)

پس جب کہ قرآن حکیم نے مسلمانوں کو اس امر کا مامور بنایا ہے کہ وہ چاہے دار الاسلام میں ہوں یا دار الکفر میں، جماعتی زندگی گذاریں، اور جماعت کے لئے قائد کا ہونا ضروری ہے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ وہ اسی کے ساتھ یہ بھی کہتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کو قائد کے ہاتھ میں دیدیں جس کو فقہ وحدیث کی اصطلاح میں امیر اور والی سے تعبیر کرتے ہیں اور قرآن کریم میں انہیں قائدین کو اولو الامر سے تعبیر کیا گیا ہے، اسی لئے فقہائے اسلام مسلمانوں کی اسلامی اور جماعتی زندگی کے قیام وبقا کے لئے قیام خلافت وامارت کو واجب بلکہ اہم الواجبات کہتے ہیں اور یہی وہ حقیقت ہے جس کا اعلان خلیفہ دوییم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اس مشہور قول میں کیا ہے۔ **لا اسلام الا بجماعة ولا جماعة الا بامارة ولا امارة الا بطاعة (جامع لابن عبد البر** ''اسلامی زندگی نہیں ہے بغیر جماعتی زندگی کے اور جماعتی زندگی نہیں ہوسکتی ہے بغیر امارت کے اور امارت کا مدار اطاعت پر ہے۔

دار الاسلام تو دار الاسلام ہی ہے فقہاء دار الکفر میں بھی قیام امارت اور تقرر والی کو واجب لکھتے ہیں، رہا یہ کہ اپنے کو کسی قائد یا والی کے ہاتھ میں دیں تو کس طرح دیں، تو یہ فریضہ رسالت ہے جس کا بیان احادیث نبوی میں ملے گا۔

نظر وفکر کا ایک اور گوشہ: میں نے مکی اور مدنی زندگی کی طرز معاشرت کے سلسلہ میں لکھا ہے۔'' ان دونوں زندگیوں میں شرعی حیثیت سے کہاں تک اور کن کن چیزوں میں اشتراک ہے اور کن کن چیزوں میں تفاوت ہے، ایک بسیط اور طویل بحث ہے، جن کی تفصیلات میں ہم جانا نہیں چاہتے، اس موقع میں ہم محض اس جہت پر غور کرنا چاہئے ہیں کہ دار الاسلام اور دار الکفر کی زندگی میں انتشار، فوضویت، پراگندگی، مطلق العنانی اور تفرق کی حیثیت سے کوئی تفاوت ہے یا نہیں الخ''۔

ہم اب بھی ان تفصیلات میں جانا نہیں چاہتے ہیں، اور نہ اس کا ہمارے لئے موقع ہے، لیکن غلط فہمی سے بچانے کے لئے اتنا عرض کر دینا ضروری ہے کہ یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ مکی سورتیں جن کا نزول دار الکفر میں ہوا ہے اس کے جملہ احکام دار الکفر کے ساتھ مخصوص ہیں اور مدنی صورتیں جن کا نزول دار الاسلام میں ہوا ہے، اس کے جملہ احکام دار الاسلام کے ساتھ مخصوص ہیں۔

اس جگہ آپ محض اتنا سمجھئے کہ مکی سورتوں کے وہ احکام جو دار الحرب سے خاص خصوصیت نہیں رکھتے ہیں وہ تمام جہان کے مسلمانوں کے لئے عام ہیں۔ مثلا خدا کی ذات وصفات سے تعلق رکھنے والے احکام، رسالت کے احکام، معاد کے احکام وغیرہ، وغیرہ، اسی طرح مدنی سورتوں کے وہ احکام جو دار الاسلام سے خاص خصوصیت نہیں رکھتے ہیں وہ تمام دنیا کے مسلمانوں کے لئے عام ہیں، مثلا روزہ کے احکام، زکوٰۃ کے احکام حج کے احکام وغیرہ، وغیرہ۔

اسی طرح نظام جماعت اور امارت کا مسئلہ ہے جو اسلامی زندگی کا جز ولا ینفک ہے اس کے متعلق قرآن مجید میں جو کچھ احکام ہیں، وہ مکی سورتوں میں ہوں یا مدنی میں، وہ عام ہیں اور جغرافیائی حدود سے ہر حال میں بالاتر ہیں۔

اطاعت امیر کا وجوب اور اس کا عموم: قرآن مجید کی روشنی میں جس طرح امیر اور امام کے ساتھ وابستگی اور اس کے لزوم کا حکم ''جماعتی زندگی'' کی تعبیر میں موجود ہے اور اس کی طرف رہنمائی کی گئی ہے، اس امیر اور امام کے ساتھ وابستگی اور اس کے لزوم اور اس کی اطاعت کا حکم صریح الفاظ میں بھی دیا گیا ہے۔ ''اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اور اولی الامر کی اطاعت کرو''۔ (نساء ع ۸ پ ۵)

یعنی دنیا کا ہر مسلمان اور ہر شخص اس کا مامور ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور امیر کی اطاعت کرے۔

یہ آیت جس طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کے وجوب پر نص صریح ہے، مسئلہ امارت اور امیر کی اطاعت کے وجوب پر بھی نص صریح ہے، اور جب امیر کی یہ حیثیت کہ ان کی اطاعت واجب ہے، اس وقت بتائی جارہی ہے جب کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات موجود ہے جو مرکز امت اور نقطۂ مطاع ہے تو امیر کی یہ حیثیت بدرجہ اولیٰ اس وقت اجاگر ہوگی جب کہ ذات رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری آنکھوں سے اوجھل عالم برزخ میں استراحت فرما ہو، نیز یہ آیت اس امر پر بھی نص صریح ہے کہ اولی الامر اپنے مفہوم میں عام ہے اور صیغہ جمع ہونے کی وجہ سے اولی الامر کے تمام انواع اور تمام مراتب کو محیط ہے، اس میں نہ خلیفہ المسلمین کی تخصیص ہے نہ دیگر ولاۃ امور کی نہ دار الاسلام کے امراء کی تخصیص ہے، نہ دار الکفر کے امراء کی، نہ اس کی تخصیص ہے کہ وہ اولی الامر خلیفہ کا مقرر کیا ہوا ہو، یا شرعی طور پر مسلمانون کے ارباب حل وعقد کا انتخاب کردہ ہو، اور جب یہ آیت عام ہوئی تو اس سے ہر اس امیر کی اطاعت کا وجوب بھی نص صریح سے ثابت ہوگیا، جو شرعی اصولوں کے ماتحت امیر بنایا گیا ہو، چنانچہ اسی بناء پر مفسرین اور محدثین اور فقہاء نے ہر قسم کے امیر کی اطاعت کو واجب لکھا ہے۔ سراج المنیر شرح جامع صغیر میں ہے۔

علامہ علقمی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس امر پر علماء نے اجماع کیا ہے کہ تمام امراء کی (جن کی امارت من جہۃ الشریعت ثابت ہو) اطاعت کرنی واجب ہے، ان امور میں جو گناہ کی بات نہ ہو اور اس پر بھی اجماع ہے کہ گناہ کی بات میں امیر کی اطاعت حرام ہے، بہ سبب فرمانے اللہ تعالیٰ کہ **اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم**'' اور علماء نے فرمایا ہے کہ ''اولی الامر'' سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی فرمانبرداری کو اللہ تعالیٰ نے واجب بتایا ہے اور وہ لوگ ولاۃ اور امراء (شریعت) ہیں اور یہ قول جمہور مفسرین، فقہاء اور دیگر اسلامی جماعتوں کا ہے۔ (سراج المنیر جلد اول ۲۰۵)

جینے کی راہ

''اپنی جان ومال اور عزت وآبرو کی حفاظت کے لئے ہر لمحہ پوری طرح مستعد رہنا اور ہر طرح کے حالات کا جرأت اور اعتماد علی اللہ کے ساتھ سامنا کرنا ہمارا فریضہ ہے، ہمیں اس سرزمین پر رہنا، جینا اور یہیں مرنا ہے، اس لئے فرار اور گریز کی راہ اختیار کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، بس ہمیں اپنے ممکن وسائل کے ساتھ کھڑا ہونا اور اپنے دین پر قائم رہنا ہے، اور اس طرح اپنی اس سرزمین پر عزت کے ساتھ جینے کی راہ نکالنی ہے۔''

(حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

''جب حکومت تبدیل ہوتی ہے تو ثبوت بھی بدل جاتے ہیں، الزامات بدل جاتے ہیں، تفتیش کار تبدیل ہوجاتے ہیں اور فیصلے بھی بدل جاتے ہیں، ان حالات میں جب ہر اہم مقدمے کو سیاسی رنگ دے دیا جاتا ہے تو پھر انصاف کے نظام پر کس طرح یقین کیا جائے، ملک میں تفتیش کا نظام شدید سیاسی دباؤ میں ہے، تفتیش اب سیاست کے تابع ہوتی جارہی ہے، پولیس اور سی بی آئی جیسے اداروں کی ساکھ بری طرح مجروح ہوئی ہے اور ان پر لوگوں کا یقین شکستہ ہوچکا ہے، امید کا آخری محور، ملک کی عدلیہ بھی اب ساکھ کے بحران سے گذر رہی ہے۔'' **(معروف صحافی راج دیپ سردیسائی)**

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

لغویات سے پرہیز کیجیے:

﴿بعض لوگ اللہ سے غافل کردینے والی باتیں خرید کرتے ہیں؛ تا کہ بغیر سمجھے بوجھے اللہ کے راستہ سے ہٹادیں اوراس کا مذاق اڑائیں، ایسے ہی لوگوں کے لیے رسوا کن عذاب ہے﴾ (سورۂ لقمان: ٦)

مطلب: اس آیت میں اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کو لایعنی اور بے کار باتوں میں وقت ضائع کرنے سے منع فرمایا؛ کیوں کہ اس سے نہ صرف انسانوں پر غفلت طاری ہوجاتی ہے؛ بلکہ اس کا وقار بھی مجروح ہوجاتا ہے، نتیجہ اس کے ظاہری ومعنوی ترقی کے دروازے بند ہوجاتے ہیں، آیت کے شان نزول کا پس منظر یہ ہے کہ عہد رسالت میں نضر بن حارث ایران کے بادشاہوں کے لذیذ کہانیوں اور واقعات پر مشتمل کتابیں خرید کرلاتا اور مکہ والوں کو سناتا اور کہتا کہ یہ کلام محمد بن عبداللہ کے کلام سے بہتر ہے اور مقصد یہ ہوتا کہ لوگ قرآن مجید کی طرف سے بے توجہ ہوجائیں، جن کے دل میں عناد ودشمنی ہوتی، وہ ان قصوں کو شوق ورغبت سے سنتے اور دوسرے لوگوں کو بھی اس کے سننے کی ترغیب دیتے، چنانچہ اللہ نے اس آیت کو نازل فرما کر اہل ایمان کو متنبہ کیا کہ تم فضول اور بیکار باتوں میں نہ پڑا کرو اور ان تمام چیزوں سے گریز کرو جو تم کو اللہ کی عبادت اور یاد سے غفلت میں ڈالے، خواہ یہ گانے بجانے کی شکل میں ہو، یا فحش لطائف کی شکل میں؛ کیوں کہ اس میں نہ کوئی دینی فائدہ ہے اور نہ ہی دنیوی؛ بلکہ صرف وقتی طور پر کچھ تلذذ کا سامان ہے، مگر اس کے مضر اثرات دل ودماغ پر دیر تک پڑتے ہیں، پھر اخلاق وعادات بگڑنے لگتے ہیں، آج ٹی وی کے بے شمار چینلوں پر گانے بجانے والیاں نغموں کے ذریعہ اپنی توانائی صرف کرتی ہیں اور نوجوانوں کو اپنی زلف گرہ گیر میں الجھا کر ضلالت وگمراہی میں مبتلا کردیتی ہیں، مومن بندہ کو اس طرح کے گانوں کو سننے سے گریز کرنا چاہیے، یہ سب لہوالحدیث میں شامل ہیں۔ ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ آدمی کے اسلام کی ایک خوبی یہ ہے کہ وہ بیکار اور لایعنی باتوں کا مشغلہ چھوڑ دے اور ان امور کو اپنا مشن بنائے جن کو اسلام قابل اعتنا اور لائق اہتمام سمجھتا ہے اور جن سے دنیا وآخرت میں کوئی فائدہ متوقع ہے، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع ؒ نے لکھا ہے کہ مذموم اور ممنوع وہ کھیل ہے جس میں کوئی دینی ودنیوی فائدہ نہیں، ہاں جو کھیل بدن کی ورزش، صحت اور تندرستی باقی رکھنے کے لیے یا کسی دوسری دینی ودنیوی ضرورت کے لیے یا کم ازکم طبیعت کا تکان دور کرنے کے لیے ہوں اور ان میں غلو نہ کیا جائے کہ انہیں کو مشغلہ بنالیا جائے اور ضروری کاموں میں ان سے حرج پڑنے لگے تو ایسے کھیل شرعاً مباح اور دینی ضرورت کی نیت سے ہوں تو ثواب بھی ملے گا، مگر جن کھیلوں اور بے فائدہ نغموں سے دل پر غفلت کی چادر پڑتی ہو اور گمراہی کے راستہ پر لے جاتی ہو ایسے کھیلوں اور گانوں میں مبتلا ہونا معصیت اور سخت گناہ ہے، اس طرح کی کھیلوں کے کھیلنے اور دیکھنے سے بچنا چاہیے۔

وہ شخص مومن نہیں:

{حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص مومن نہیں ہے، جو خود پیٹ بھر کر کھاتا ہو اور اس کا پڑوسی بھوکا رہتا ہو۔} (بیہقی)

وضاحت: معاشرتی زندگی کی گاڑی باہم میل ملاپ اور بھائی چارگی سے گذارنے میں چلتی ہے؛ اس لیے کہ اس دنیا کا ہر انسان ایک دوسرے کے تعاون ومدد کا محتاج ہے، چاہے انسان کسی بھی مرتبہ ومنصب پر کیوں نہ فائز ہو، ایک وقت ایسا آتا ہے جہاں اس کو دوسرے سے مدد کا محتاج ہوتا ہے اور اس میں اس کے پڑوسیوں کا سہارا پہلے درجہ میں ملتا، کسی ناگہانی مصیبت کے وقت خاندان اور رشتہ دار بعد میں پہونچتے ہیں، پہلے پڑوسی دلداری کے لیے آتا ہے، اس لیے پروسیوں سے تعلقات کو خوشگوار بنائے رکھنا چاہئے، اس لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تشدیدی طور پر فرمایا کہ جو شخص خود شکم سیر ہوکر کھائے اور اس کا پڑوسی بھوکا اور فاقے میں مبتلا ہو وہ صرف سنگ دل اور بداخلاق ہی نہیں؛ بلکہ حقیقت میں مومن بھی نہیں ہے۔

پڑوسی کی دلداری کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کتنا لحاظ رکھتے تھے، اس کا اندازہ اس روایت سے ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جو کی روٹی بنائی، لیکن ابھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لانے کی نوبت نہیں آئی تھی کہ پڑوسی کی بکری آئی اور روٹیاں اپنے منہ میں دبا کر چلتی بنی، حضرت عائشہ صدیقہ کو غصہ آیا اور بکری کے پیچھے دوڑیں، اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ! جو روٹیاں بکری کے منہ سے چھوٹ کر گرگئی ہوں، وہ بے شک تم اٹھالو، مگر اس سے زیادہ کچھ کرکے پڑوسی کو تکلیف نہ پہونچاؤ، یہ صرف ایک مثال ہے، بات صرف بکری تک محدود نہیں، پڑوسی کی مرغی، گائے، بیل وغیرہ بھی اگر کسی چیز کو نقصان پہونچادے تو اسے مارنا نہیں چاہیے، البتہ جانوروں کے مالک کو نرمی اور سنجیدہ سے سمجھادینا چاہیے الجھاؤ پیدا کرنا اور معاملہ کو بڑھانا کسی طرح مناسب نہیں ہے۔ اب ذرا اپنے گھر کا جائزہ لیجئے کہ مرد تو مرد ہماری عورتیں خدا کی پناہ، ان میں اکثر تو گالی گلوج کرنے میں حد سے آگے بڑھ جاتی ہیں اور نوبت مارپیٹ اور لڑائی جھگڑے تک پہونچ جاتی ہے، یہ سب چیزیں غلط ہیں، اس سے ہماری معاشرتی زندگی کا نظام بگڑتا ہے، اسی لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخس جنت میں داخل نہیں ہوسکتا، جس کے شر سے اس کا پڑوسی مامون نہیں ہے، ان احادیث کی روشنی میں ایک مومن بندہ کو حالات کا جائزہ لے کر اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے؛ تا کہ اس کی زندگی میں ترقی وخوشحالی آئے اور اس کو اللہ کی رضا حاصل ہو۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

شبینہ کی شرعی حیثیت:

سوال: ہمارے یہاں پندرہویں شعبان کی رات (شب برات) میں شبینہ کی محفل لگتی ہے، دوتین حافظ باری باری سے قرآن کریم بیٹھے بیٹھے پڑھتے ہیں، سامنے سامعین کا مجمع ہوتا ہے، باضابطہ لاؤڈ اسپیکر کا انتظام ہوتا ہے، جس کو پورے محلّہ میں پھیلا دیا جاتا ہے، جس کی گونج صرف محلّہ ہی نہیں؛ بلکہ اطراف کی پوری آبادیوں میں سنائی دیتی ہے، کچھ لوگ سنتے ہیں اور بہت سے لوگ گپ شپ اور چائے نوشی میں رہتے ہیں، مجلس کے اختتام پر مٹھائی تقسیم ہوتی ہے، یہ سارا انتظام چندہ کی رقم سے ہوتا ہے، شریعت میں اس کی کہاں تک اجازت ہے؟

الجواب ———————— وباللّٰہ التوفیق

(۱) مروجہ شبینہ میں بہت ساری خرابیاں ہیں، مثلاً عام طور پر شبینہ ایک رات کا ہوتا ہے اور ایک رات میں قرآن ختم کرنا ہوتا ہے، جس میں حافظ صاحبان نہایت تیز رفتاری کے ساتھ قرآن پڑھتے ہیں، حروف کٹتے ہیں، چھوٹتے بھی ہیں، مخارج کی ادائیگی اور تجوید کی رعایت نہیں ہوپاتی اور ظاہر ہے اس طرح قرآن پڑھنا جہاں احترام قرآن کے خلاف ہے، وہیں باعث لعنت ومعصیت بھی ہے۔

(۲) اس طرح کے پروگرام کرنے والے کا مقصد شہرت، فخر وریا اور نام ونمود ہوتا ہے اور یہ ساری چیزیں شرعاً ممنوع ہیں۔

(۳) دوران تلاوت بہت سارے حضرات لہو ولعب، بات چیت اور چائے نوشی میں رہتے ہیں جو احترام قرآن کے منافی ہے۔

(۴) آیت سجدہ پر سجدہ واجب ہے، دور تک آواز جاتی ہے، آیت سجدہ لوگوں کے کانوں سے ٹکراتی ہے؛ لیکن وہ اس پر سجدہ نہیں کرتے، جس کی وجہ سے ترک سجدہ کا گناہ ان کو ہوتا ہے۔

(۵) لاؤڈ اسپیکر کی آواز سے جہاں برادران وطن کے آرام میں خلل ہوتا ہے، انہیں تکلیف ہوتی ہے، وہیں اہل محلّہ کے کام، آرام اور عبادت میں بہت زیادہ خلل ہوتا ہے، بہت سارے مریضوں کے لیے نیند نہایت ضروری ہوتی ہے؛ لیکن لاؤڈ اسپیکر کی غیر معمولی آواز سے انہیں نیند نہیں آتی اور اس طرح پوری رات کرب وبے چینی میں گذرتی ہے، ظاہر ہے اس طرح کی باتیں مزاج شریعت کے خلاف ہیں، شریعت مطہرہ ان باتوں کو بالکل پسند نہیں کرتی۔

(٦) ضرورت سے زیادہ روشنی اور مٹھائی کا انتظام اور اس طرح کے خرافات اور غلط رسم ورواج کے لیے چندہ کا التزام ہوتا ہے جو بالکل موزوں نہیں ہے۔

لہذا مذکورہ مفاسد کے پیش نظر مروجہ شبینہ صحیح نہیں ہے، اس سے احتراز لازم وضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

صلوٰۃ التسبیح باجماعت ادا کرنا:

سوال: کچھ لوگ شب برات میں صلوٰۃ التسبیح جماعت کے ساتھ پڑھتے ہیں، شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب ———————— وباللّٰہ التوفیق

صلوٰۃ التسبیح ودیگر نوافل کو علی الاعلان باجماعت ادا کرنا خواہ شب برات میں ہو یا اس کے علاوہ میں، کتاب وسنت اور حضرات صحابہ کرام سے ثابت نہیں ہے، اس سے احتراز لازم وضروری ہے، البتہ ان نوافل کو بشاشت اور ذوق شوق کے ساتھ ادا کرنا یقیناً باعث اجر وثواب ہے؛ اس لیے تنہا تنہا ہی ادا کرنا چاہیے۔ (حلبی کبیر: ۴۳۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شب برات میں ٹولیاں بنا کر قبرستان جانا:

سوال: شب برات میں ٹولی بنا بنا کر لوگ قبرستان جاتے ہیں، شور وشغب بھی کرتے ہیں، جنریٹر، موم بتی جلاتے ہیں، کیا کتاب وسنت سے مذکورہ شب میں ایسا کرنا ثابت ہے؟

الجواب ———————— وباللّٰہ التوفیق

اگر کوئی شخص کبھی کبھار انفرادی طور پر شب برات میں قبرستان چلا جائے تو اس کی گنجائش ہے، لیکن اسے ضروری سمجھنا یا تماشہ کے طور پر ٹولی در ٹولی بنا کر قبرستان میں بھیڑ کرنا اور روشنی وچراغاں کرنا جیسا کہ آج کل اس کا رواج ہوگیا ہے، اس کا ثبوت دور صحابہ اور سلف صالحین سے نہیں ملتا ہے، اس سے احتراز لازم ہے۔ (کتاب النوازل: ۱؍۵۳۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شب برات میں حلوہ:

سوال: پندرہ شعبان کو حلوہ کے تعلق سے کہا جاتا ہے کہ اس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک شہید ہوا تھا، جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلوہ کھایا تھا، اس لیے اس دن حلوہ کھانا سنت ہے؟

الجواب ———————— وباللّٰہ التوفیق

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک کی شہادت کا تعلق ماہ شعبان سے بالکل نہیں ہے، یہ سراسر جھوٹ ہے، کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک غزوہ احد میں شہید ہوا تھا، جو شوال کے مہینہ میں پیش آیا تھا، لہذا پندرہ شعبان کے حلوہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک کی شہادت سے جوڑ کر سنت قرار دینا کسی طرح صحیح نہیں ہے، یہ غلط رسم ورواج اور بدعت ہے، جس سے احتراز لازم وضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلدنمبر 56/66 شمارہ نمبر 18 مورخہ ۱۳/رجب المرجب ۱۴۳۹ھ مطابق ۳۰/اپریل ۲۰۱۸ء روزسوموار

شب برأت

ماہ شعبان کی پندرہویں شب کوشب برأت کہتے ہیں، اللہ رب العزت اس شب میں اپنے فضل وکرم سے مغفرت کے طلبگار بندوں کی مغفرت فرماتے ہیں اورتوبہ کرنے والوں کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیتے ہیں، اس لئے حتی المقدور مخلص بندوں کواس رات ذکر تلاوت اور نفلی عبادات میں مشغول رہنا چاہئے ، کیونکہ مختلف احادیث میں اس شب کی فضیلت آئی ہے، ابن ماجہ کی ایک حدیث ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ جب شعبان کی پندرہویں شب آئے تو اس شب میں اللہ کے حضور نوافل پڑھواوراس دن روزہ رکھو کیونکہ اس رات میں آفتاب غروب ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کی خاص تجلی اور رحمت پہلے آسمان پراترتی ہے اورارشاد ہوتا ہے کہ ہے کوئی بندہ جو مجھ سے مغفرت اور بخشش طلب کرے اور میں اس کی مغفرت کا فیصلہ کروں ، ہے کوئی بندہ جو روزی مانگے اور میں اس کو روزی دینے کا فیصلہ کروں، اسی طرح کے مختلف حاجت مندوں کو اللہ تعالیٰ پکارتے ہیں کہ وہ اس وقت مجھ سے اپنی حاجتیں مانگے اور میں عطا کروں، غروب آفتاب سے لے کر صبح صادق تک اللہ تعالیٰ کی رحمت اسی طرح اپنے بندوں کواس شب میں پکارتی رہتی ہے، لیکن جولوگ کینہ پرور ہیں، یا شرک وکفر میں مبتلا ہیں، یاوالدین کی نافرمانی کرتے ہیں ایسے گنہگاروں کی طرف رحمت خداوندی متوجہ نہیں ہوتی ہے جب تک وہ اپنے اعمال وکردار کو درست نہ کرلیں اور اپنے ان گناہوں سے توبہ نہ کرلیں اللہ ان کی طرف نظرعنایت نہیں کریں گے، آج ہمارے معاشرے میں بغض وحسد رگ رگ میں سمایا ہوا ہے، معمولی معمولی باتوں پر رشتے ناطے توڑ لیتے ہیں، والدین کے ساتھ غیر اخلاقی حرکتیں کرتے ہیں، ایسے لوگوں کواس حدیث کو بار بار پڑھنا چاہئے اور اپنے انجام کی فکر کرنی چاہئے۔

ماہ شعبان میں کثرت سے روزہ رکھنا چاہئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس ماہ میں استقبال رمضان کی وجہ سے روزہ رکھا کرتے تھے، تاکہ قرب خداوندی حاصل ہو، آپ بھی اس ماہ روزہ رکھنے کا اہتمام کریں اور غیر ضروری رسم ورواج سے پرہیز کریں، مسلم معاشرہ میں اپنے برادران وطن کی صحبت سے بہت سی ایسی غیر اسلامی رسم ورواج پیدا ہو گئی ہے، جوشرعی نقطہ نگاہ سے ناجائز اور حرام ہیں مثلاً حلوہ پکاتے ہیں اور کہیں مسور کی دال پکانے کو ضروری تصور کیا جاتا ہے اور نہ جانے اس طرح کے کیا کیا کھانے پکاتے ہیں، ان چیزوں کی کوئی اصلیت نہیں ہے، انسان جو چاہے استعمال کرسکتا ہے مگر کسی ایک دن کسی خاص کھانے کو ضروری سمجھنا اوراس کے لئے سودی قرض لینا شرعاً کسی طرح بھی درست نہیں ہے، بعض مقامات پر آتش بازی کی بیہودہ رسمیں جاری ہیں لوگ اپنی گاڑھی کمائی کو بلا کسی فائدے آگ کے حوالہ کردیتے ہیں جو عقل وفطرت دونوں کے منافی ہے اس سے اللہ اوراس کے ناراض ہوتے ہیں، اللہ کے کتنے بندے نان شبینہ کوترستے ہیں اور کتنے یتیم وبے سہارا بچے ہیں جو دانے دانے کے لئے پریشان ہیں۔ اگر یہی غریبوں تیموں اور بیواؤں پرخرچ کئے جائیں تو کتنا ثواب ملے گا، مگر افسوس ہے کہ یہ بندگان خدا ان محتاجوں کی مدد نہ کرکے اپنی گاڑھی کمائی کو آتش بازی تفریح وچراغاں اور دیگر خرافات میں پانی کی طرح بہادیتے ہیں، یہ سب کام رحمت خداوندی کو دور کرنے والے ہیں، مسلمانوں کو اس خرافات وبدعات سے قطعی طور پر گریز کرنا چاہیے، اوراس مبارک رات کو اپنی مغفرت اور رحمت خداوندی کے لئے متوجہ کرنے کا سبب بنانا چاہیے، عبادات کے ذریعہ خالق کون ومکاں کا قرب حاصل کرنے کی کوشش ہونی چاہیے، کیوں کہ یہی مقصد حیات ہے اور اسی کے ذریعہ اللہ کے یہاں نجات مل سکتی ہے، خوش بخت ہے وہ انسان جو اس شب کو عبادت وریاضت اور گریہ زاری میں گزارے اور بد بخت ہے وہ انسان جو اس رات کو لہو ولعب اور خواہشات نفس میں مشغول ہوکر ضائع کردے۔ بھائیو یہ دنیا کی زندگی چندروزہ فائدہ اٹھانے کی چیز ہے اور آخرت ہی ہمیشہ رہنے کا گھر ہے۔

ایک نیا آرڈیننس

گذشتہ دنوں میں مرکزی حکومت نے کمسن بچیوں کے خلاف بڑھتے جنسی جرائم کو روکنے کے لئے فوجداری قانون میں ترمیم کرتے ہوئے ۱۲/سال سے کم عمر کی بچیوں کی عصمت دری کے قصورواروں کو کم ازکم ۲۰/سال یا تاعمر قید کی سزا یا پھانسی دینے کا جو آرڈیننس مرتب کیا تھا، اس کو صدر جمہوریہ ہند نے منظور کرلیا ہے اوراس پر اپنا دستخط بھی ثبت کردیا ہے، کابینہ کی اس میٹنگ میں آبروریزی کے تمام معاملات کی تحقیقات کو دو ماہ کے اندر مکمل کرنے کا بھی التزام کیا گیا، اس آرڈیننس میں یہ گوشہ بھی رکھا گیا ہے کہ ۱۶/سال کی عمر کی لڑکیوں کے ساتھ عصمت دری کرنے والے مجرموں کو تاعمر جیل کی ہوا کھانی پڑے گی، گرچہ یہ فیصلہ اپنے آپ میں ایک تاریخی فیصلہ ہے، مگر زیادہ عمر کی بچیوں کے ساتھ ہونے والے اس گھناؤنے واقعہ کے لئے قانون کو اور سخت ہونا چاہیے بلکہ عمر کی تحدید کے بغیر قصورواروں کی سزائیں سخت مقرر کرنی چاہئے یعنی اگر غیر شادی شدہ مرد وعورت نے زنا کیا ہے تو ہر ایک کو کم سے کم سوکوڑے اور شادی شدہ مرد وعورت نے زنا کیا اور شہادت کے پختہ اصول پائے گئے تو سنگسار کردینا چاہئے ، تاکہ دوسرے وحشی درندے اس سے سبق حاصل کریں اور آئندہ کسی کو بھی کسی کی عصمت وآبرو کو تارتار کرنے کا موقعہ نہ ملے۔ کشمیر کے کٹھوعہ میں ۸/ سالہ بچی کے ساتھ آبروریزی کا جوشرمناک اور دل دہلانے والا واقعہ پیش آیا اس سے پوری انسانیت شرمسار ہوئی صرف یہی نہیں یوپی کے اناؤ، گجرات کے سورت، ہریانہ کے روہتک، مدھیہ پردیش کے شیوپوری میں معصوم بچیوں کی عصمت ریزی نے شرم وحیا کے سارے پیمانے توڑ ڈالے اور سیاست کے بازیگر سیاست کی روٹی سیکھنے میں لگ گئے جب ملک کے امن پسند شہریوں نے اس کے خلاف احتجاجی مارچ کرنا شروع کردیا حتی کہ الہ آباد کے بعض محلوں میں لوگوں نے گھروں پر یہ اعلان چسپاں کیا کہ اس محلّہ میں بی جے پی کے ورکر نہ آئیں یہاں بچیاں رہتی ہیں تو حکومت خواب غفلت سے بیدار ہوئی اور آناً فاناً یہ آرڈیننس جاری کیا، ذرا سوچئے کہ بیٹیاں چاہے کسی مذہب اور دین دھرم سے تعلق رکھتی ہوں وہ پورے ہندوستان کی بیٹیاں ہیں اور قابل احترام ہیں ان کو عزت وتوقیر کی نگاہوں سے دیکھنا ہر مہذب معاشرہ کی ذمہ داری ہے اس لئے اگر سیاست اور جرائم کی آمیزش کو فوراً روکا نہ گیا تو آنے والا دن اس سے کہیں زیادہ بھیانک ہوجائے گا حکومت کا دیر سے اٹھایا گیا مثبت قدم ہے اگر یہ نربھیا معاملہ میں ہی فکرمند ہوتی اور خونی درندوں پر لگام کستی تو شاید ملک میں آبروریزی کے ایسے حادثات میں نمایاں کمی ہوتی کیوں کہ سرکاری اعداد وشمار سے معلوم ہوتا ہے۔ ۲۰۱۳ء سے ہورہے آبروریزی کے واقعات میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے اس طرح کے بہت سارے واقعات پر سماجی طور پر پردہ ڈال دیا جاتا، لیکن جو آن ریکارڈ ہوئے ہیں وہ بھی چونکا دینے والے ہیں صرف ۲۰۱۶ء میں جنسی بھیڑیوں نے ۳۸۹۴ بہوؤں، بیٹیوں کی عزت کو تارتار کیا ہے، قومی کرائم ریکارڈ بیورو کے اعداد وشمار چونکا دینے والے ہیں، کہاں گئے بیٹی بچاؤ اور بیٹی پڑھاؤ کا کھوکھلے نعرے لگانے والے، وہ تعلیم کس مقصد کے لئے ہے جس سے اس کی عصمت ہی محفوظ نہیں، حکومت کی ذمہ داری ہے کہ قانون اور آرڈیننس کے ساتھ فحاشی کے دروازے کو بھی بند کرے، ننگی تصویروں کی اشاعت اور شہوت انگیز اشتہارات پر پابندی عائد کرے اور لوگوں کی ذہنیت کو بدلنے کے لئے دوسرے اور بھی موثر حکمت عملی اختیار کرے اس کے بغیر شہوت رانی کے دروازے بند نہیں ہوں گے، کیوں کہ ہمارے ملک میں جرائم وکرائم کے قوانین بہت سے ہیں مگر زور اور مجرم بڑی چابکدستی سے رہا ہو جایا کرتے ہیں، اس لئے اس بات کی بھی ضرورت ہے موجودہ آرڈیننس کے نفاذ کے لئے پولیس، انتظامیہ اور عدلیہ کو بھی چوکسی برتنی ہوگی اوراس کے لئے فاسٹ ٹریک کورٹ کی بھی تشکیل کرنی پڑے گی تاکہ منصفانہ طریقے سے مجرم کو فوراً قرار واقعی سزا مل سکے۔

فرضی انکاؤنٹر

ملک میں جرائم کے انسداد کے نام پر ایک خاص اقلیتی طبقہ کو ظلم وبربریت کا نشانہ بنانے کا سلسلہ مستقل جاری ہے، کہیں اسے پابند سلاسل کیا جاتا ہے اور کہیں فرضی انکاؤنٹر کے ذریعہ موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے صرف یوپی میں جب سے ادتیہ ناتھ وزیر اعلیٰ ہوئے اس کے وزارت میں اب تک ایک اندازے کے مطابق پولیس نے 1400 انکاؤنٹر کئے جس میں ۴۴/افراد جاں بحق ہوگئے اور بہت سے زخمی ہوئے پچھلے ایک سال میں وہاں جتنے انکاؤنٹر ہوئے اس نے ماضی کے سارے ریکارڈ توڑ دیئے ، ہندی روزنامہ بھاسکر کے اعداد وشمار کے مطابق آگرہ، بریلی ، کانپور، بنارس الہ آباد، لکھنؤ، گورکھپور اور میرٹھ میں ہوئے انکاؤنٹر کے واقعات دل دہلانے والے ہیں، جہاں یومیہ ۱۴/انکاؤنٹر کے معاملے سامنے آئے اس کا صرف بنیادی مقصد یہ ہے کہ اس طبقہ کو بے دست وپا بنا کر رکھ دیا جائے، حالانکہ عدالت عظمیٰ نے ۲۰۱۲ء میں اپنے ایک تاریخی فیصلہ میں کہا تھا کہ ایسے قتل کی ہمارے تعزیری اور عدالتی نظام میں کوئی جگہ نہیں ہے اور یہ کسی بھی مہذب معاشرہ کے تہذیبی اقدار سے میل نہیں کھاتا ہے، سپریم کورٹ نے انکاؤنٹر کے بارے میں جو رہنما اصول بیان کیا ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اگر کسی خفیہ اطلاع کی بنیاد پر انکاؤنٹر کرنا پڑتا ہے اور اس میں کسی کی جان جاتی ہے تو اس کی فوراً ایف آئی آر درج کرنی چاہئے اور اسے فوجداری دفعہ 157 کے تحت بغیر کسی تاخیر کے عدالت کو بھیجا جائے ، مگر عدالت کے اصول وضابطے اور آئین ہند کی پاسداری کئے بغیر پولیس کی طرف سے انکاؤنٹر کا سلسلہ دراز ہوتا جارہا ہے، اور مسلم نوجوان خوف ودہشت کے ماحول میں زندگی گذار رہے ہیں، حقوق انسانی کی طرف سے بار بار توجہ دلائی جاتی ہے اور فرضی انکاؤنٹر کے خلاف جانچ کا مطالبہ کیا جاتا ہے، مگر اقتدار کے نشے میں چور انتظامیہ سنی ان سنی کرتی جارہی ہے، صدمہ یہ ہے کہ قانون کی حکمرانی کے ساتھ اس سے بڑا مذاق اور ستم ظریفی اور کیا ہوسکتی ہے کہ قانون اور آئین کے پاسبان ہی اس کی دھجیاں اڑائیں، یہی وقت ہے کہ ملک کے باشندوں کو سوچنا پڑے گا کہ ملک میں آئین اور قانون کی بالادستی رہے گی یا جارحانہ فرقہ پرستی کا بول بالا ہوگا، فیصلہ آپ کو کرنا ہے۔

یشونت سنہا کا استعفیٰ

بی جے پی کے قدآور لیڈر اور سابق مرکزی وزیر یشونت سنہا نے پارٹی سے اپنا رشتہ ناطہ توڑ لیا، انہوں نے پارٹی سے استعفیٰ دیتے ہوئے کہا کہ ملک کا جمہوری نظام خطرہ میں ہے اس لئے جمہوریت کو بچانے کے لئے ملک بھر میں تحریک چلائیں گے تاکہ ملک کی جمہوری قدریں بلند ہوں، اور آئین ودستور کی بالادستی قائم رہے، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ملک میں خوف ودہشت کا ماحول پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کی جارہی ہے، خاص کر اقلیتوں اور پسماندہ طبقات ہراساں وپریشان ہے اگر یشونت سنہا نے اس پہلو پر اصلاح کی توجہ دی ہے تو بلاشبہ قابل تحسین ہیں مگر انہوں نے اس میں بہت دیر کردی ویسے یشونت سنہا کی طرح بی جے پی کے کئی سینئر لیڈر مثلاً سابق مرکزی وزیر ارون شوری اور شتروگھن سنہا بھی بی جے پی میں گھٹن محسوس کررہے ہیں اور مرکزی حکومت کی پالیسیوں سے کافی دنوں سے ناراض بھی چل رہے ہیں، جب سے وزیر اعظم نریندر مودی اور امیت شاہ کی جوڑی بنی ہے اس وقت سے پارٹی کے بانی ایل کے اڈوانی اور مرلی منوہر جوشی کو کنارے لگادیا اور لوگوں نے بھانپ لیا تھا کہ اب اندرون خانہ سب ٹھیک ٹھاک نہیں ہے اور کبھی بھی یہ شعلہ جوالہ بن سکتا ہے، اب اتنی بات تو طے ہے کہ بغاوت کے جو آثار ظاہر ہوئے ہیں وہ دھیرے دھیرے دور تک پہونچیں گے اوراس کے اثرات ریاستی سطح تک پڑیں گے کیونکہ جب بڑے لیڈران کوئی اقدام کرتے ہیں تو چھوٹے لیڈروں کو حوصلہ مل جاتا ہے، جس کو وہ بہت دنوں سے اپنے اندر دبائے یا چھپائے بیٹھے ہیں، وہ بھی کھل کر سامنے آئیں گے، اس لئے اگر بی جے پی کو ۲۰۱۹ء کے پارلیمانی الیکشن میں حکومت سازی کا موقع نہیں ملتا ہے تو پھر اس کے بعد بھاجپا کئی خانوں میں تقسیم ہوکر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوجائے گی ہم سب کو اس وقت کا انتظار کرنا چاہیے۔

یادوں کے چراغ

حضرت مولانا محمد عارف ہرسنگھ پوریؒ

: رضوان احمد ندوی

بہار کی سرزمین ہر دور میں مردم خیز رہی ہے، یہاں ہر زمانے میں اکابر علماء و مشائخ بڑی تعداد میں پیدا ہوتے رہے ہیں، جن کے علم و فضل، زہد و تقویٰ اور ظاہری و باطنی کمالات سے صوبہ اور بیرون صوبہ کو روشنی ملتی رہی ہے، انہیں گنے چنے علماء کرام میں حضرت مولانا محمد عارف صاحب ہرسنگھ پوری کی بھی تھی، جن کی علمی جامعیت، فضل و کمال اور دینی خدمات سے افراد امت برابر مستفیض ہوتے رہے ہیں۔

حضرت مولانا محمد عارف صاحب ضلع دربھنگہ کے ایک گاؤں ہرسنگھ پور میں ۱۲۴۲ھ میں پیدا ہوئے آپ کا گھرانا ایک دیندار گھرانا تھا اور اسی فضا میں پروان چڑھے، اس لیے علم کا شوق اور دین کا احترام خمیر میں داخل ہو گیا۔ آپ کے والد ماجد شیخ بلاغت حسینؒ ایک درویش صفت بزرگ تھے، حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن گنج مرادآبادی سے شرف بیعت سے مشرف ہوئے، شیخ کے جامع کمالات نے ان کی ذات میں گوناگوں اوصاف و فضائل جمع کر دیئے تھے والدین کے اثرات و کمالات شعوری اور غیر شعوری طور پر اولاد پر پڑتے ہیں، اس لیے مولانا ہرسنگھ پوریؒ اپنے والد ماجد کے تصوف و معرفت کے صحیح وارث و سچے جانشیں ثابت ہوئے۔ ابتدائی عربی و فارسی کی تعلیم حضرت مولانا واسع سعد پوریؒ سے حاصل کی پھر تحصیل علم کے لیے مدرسہ فیض عام کان پور کا رخت سفر باندھا جہاں علم و فن اور دین و تقویٰ کے باکمال اکابر موجود تھے، ان میں مولانا خیر الدین رودولوی جو ایک وسیع النظر عالم دین، نکتہ شناس مفسر و محدث تھے۔ آپ کو صرف و نحو میں خاصی مہارت حاصل تھی، ان سے حسب استطاعت کسب فیض کیا۔ ابھی علمی تشنگی باقی تھی کہ گنج مرادآباد تشریف لے گئے، جہاں حضرت مولانا شاہ عبدالکریم صاحب سے صحاح ستہ اور معقولات کی کچھ اہم کتابیں پڑھیں، مولانا شاہ عبدالکریم صاحب ایک بلند پایہ محدث تھے۔ فن حدیث پر ان کی نظر نہایت وسیع اور گہری تھی اور اس فن کے نکتوں اور باریکیوں سے انہیں مکمل واقفیت تھی۔ یہ اللہ کا فضل و کرم ہے کہ حضرت مولانا محمد عارفؒ کو برابر باکمال اساتذہ ملتے رہے اور علمی تشنگی سے سیرابی حاصل کرتے رہے، تعلیم سے فراغت پاتے ہی قطب عالم حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کی صحبت اختیار کی اور ان کی برکت سے ورع و تقویٰ، سلوک و معرفت اور طریقت کے درجات و مراتب طے کئے، پہلے تو شیخ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی سے شرف بیعت کیا پھر حضرت شاہ صاحب کے وصال کے بعد مولانا سید محمد علی مونگیریؒ کے آستانہ پر حاضر ہوئے اور تجدید بیعت اور ظاہری و باطنی علوم کی تحصیل کرتے رہے۔ مولانا مونگیری کی خصوصی عنایت و توجہات نے آپ کو شیخ کامل بنا دیا۔ حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانی امیر شریعت رابعؒ نے تحریر فرمایا کہ

''حضرت مولانا مونگیریؒ کی خاص توجہ و نظر مولانا پر رہتی تھی، بہت مانتے تھے اور بڑی محبت سے پیش آتے تھے، یہی توجہ و عنایت تھی، جس نے مولانا کی محنت کو بار آور کیا اس لیے کہ عموما یہ راہ مرشد کی توجہ کے بغیر طے نہیں ہوتی اور مرشد کی توجہ اس وقت ہوتی ہے جبکہ مرید، مرشد سے پوری محبت اور خلوص رکھتا ہو اور مرشد کی خدمت کو اپنا فرض سمجھ کر انجام دیتا ہو۔'' (کلید معارف ۱۴)

حضرت مولانا محمد عارف ہرسنگھ پوریؒ ایک عالم باعمل، اللہ کے مقبول بندے اور ورع و تقویٰ، طہارت و عفت میں نہایت عظیم المرتبت تھے۔ اپنے گوناگوں اوصاف و کمالات اور تصوف و احسان میں بلند درجہ و مرتبہ کی وجہ سے دربھنگہ اور اس کے مضافات میں بڑے ممتاز شخص سمجھے جاتے تھے۔ میں نے اپنے گاؤں جمال پور ضلع دربھنگہ کے بڑے بوڑھے لوگوں سے حضرت مولانا مرحوم کی مختلف کرامتیں، خوارق عادات کمالات کے واقعات بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔ مرحوم قاضی محمد یعقوب صاحب جمال پوریؒ جو صاحب بصیرت بزرگ تھے، انہوں نے راقم الحروف سے خود بتایا کہ ان کے اخلاقی فضائل میں وضع داری بڑی نمایاں تھی۔ جس سے جتنا ملتے تھے تمام عمر اسی طرح ملتے رہتے۔ مولانا مرحوم کے اندر دینی حمیت اور اسلامی غیرت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ شروع ہی سے اتباع سنت کا شوق غالب تھا۔ شریعت کے منافی کوئی بات پسند نہیں کرتے تھے بدعات و خرافات سے سخت نفرت تھی۔ ان کے زمانے میں تعزیہ داری، جاہلانہ رسمیں اور غلط عقیدے کا زور و اثر بہت زیادہ بڑھ گیا تھا اس کے پیش نظر مولانا بڑی سرگرمی اور نہایت جانفشانی سے بدعات و خرافات کا قلع قمع کرنے اور سنت و دینداری کے فروغ اور بول بالا کے لئے کمر بستہ ہوئے۔

تذکرہ نگاروں نے موضع سنگرام ضلع مدھوبنی کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ اس گاؤں کے باشندے خواجہ خضر کے نام سے مرغ پالتے تھے۔ پھر ذبح کر کے اس کا گوشت بناتے۔ پھر کسی تالاب کے کنارے رکھتے تھے گاؤں یا علاقہ کا کوئی فقیر آتا تو اس پر فاتحہ وغیرہ پڑھتا، تھوڑا وہ لے لیتے اور باقی محلے کی عورتیں اپنے گھر لے آتی تھیں اور دوست واحباب میں بطور تبرک تقسیم کرتی تھیں۔ اس طرح کے بے شمار واقعات ہیں، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ فسق و فجور اور مشرکانہ رسومات لوگوں کے ذہنوں میں جڑ پکڑ چکے تھے۔ مولانا مرحوم ان کے درمیان اصلاحی وعظ و تقریر فرماتے لوگوں سے توبہ کرواتے اور آئندہ اس طرح کی حرکات سے باز رہنے کی تاکید فرماتے تھے۔ اللہ رب العزت نے آپ کو اصلاح حال اور سماجی خدمات کا بے پناہ جذبہ عطا فرمایا تھا۔

حضرت مولانا محمد عارف صاحبؒ گرچہ کوئی بہت بڑے شاعر نہ تھے۔ لیکن پھر بھی شعر و شاعری کا بھی اچھا ذوق رکھتے تھے۔ کبھی کبھی برجستہ اشعار کہتے تھے۔ ان کے اشعار میں بڑی روانی اور آمد ہوتی تھی۔ جب آپ کے شیخ حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ کا وصال ہو گیا تو آپ نے شیخ کی وفات پر ایک طویل نظم لکھی۔

مولانا مرحوم کا بیشتر وقت لوگوں کی اصلاح و تربیت میں بسر ہوتا تھا، انہیں وہ سکون و دلجمعی اور فراغ خاطر نصیب نہ تھا، جو تصنیف و تالیف کے لیے درکار ہوتا ہے اس لیے تصنیف و تالیف کا موقع کم ملا البتہ کلید معارف نام کی ایک کتاب تصنیف فرمائی جو مولانا مرحوم کی تصنیفی ذوق اور ان کے فضل و کمال کی شاہد ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی دینی و سماجی خدمات کو قبول فرمائے اور کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ آمین

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

معلومات کا انسائیکلو پیڈیا

: مولانا رضوان احمد ندوی

پیش نظر کتاب معلومات کا انسائیکلو پیڈیا، ہمہ جہت علوم و فنون کا ایک علمی خزانہ ہے جس کو مولانا بدیع الزماں ندوی قاسمی نے سیکڑوں کتابوں سے نادر معلومات کو یکجا کر کے کتابی صورت میں طبع کرایا ہے، یہ کتاب دس جلدوں اور کم و بیش چھ ہزار صفحات پر مشتمل ہے، پہلی جلد علوم قرآنی کے مباحث پر ہے جس میں وحی ربانی کی حقیقت، قرآن کریم کے تدریجی نزول کی حکمت اور مضامین قرآن کی وسعت و جامعیت جیسے موضوعات پر کلام کیا گیا، دوسری جلد میں قرآنی تمثیلات و تشبیہات اور عجائبات قرآن جیسے مضامین کو متداول تفاسیر کی روشنی میں پیش کیا گیا، تیسری جلد علوم حدیث کے مختلف جہات پر مشتمل ہے، چوتھی اور پانچویں جلد میں فقہ و فتویٰ کو موضوع بحث بنایا گیا اور چند پیش آمدہ مسائل و مشکلات کا فقہاء امت کے فقہی استدلال کی روشنی میں حل پیش کیا گیا ہے، چھٹی جلد میں نامور مسلم خواتین کے کارنامے بیان کئے گئے۔ ساتویں جلد میں مکہ و مدینہ کی دینی عظمت اور تاریخی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے، آٹھویں جلد میں تاریخ عالم کا تفصیلی جائزہ لیا گیا، نویں جلد میں متفرق معلومات کے ذیل میں دینی مدارس کی خصوصیت بہار کے ۵۷ علماء کے احوال و کوائف اور کچھ صفحات میں آداب زندگی اور اقوال زریں وغیرہ کو موضوع بحث بنایا گیا ہے اور دسویں جلد میں علامات قیامت کو بیان کر کے دنیا کی بے ثباتی کو اجاگر کیا گیا ہے اور اس طرف اشارہ کر دیا کہ فکر آخرت ہی ہمارے بگڑے ہوئے اعمال کا نسخہ کیمیا ہے، اگر آخرت کی فکر پیدا ہو جائے تو دنیا بھی سدھر جائے گی اور آخرت بھی اس حیثیت سے یہ کتاب قابل قدر ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مؤلف نے کتاب کی ترتیب و تسوید میں بڑی محنت و دلچسپی سے کام لیا ہے جیسا کہ انہوں نے بھی اس کا اظہار کیا ہے کہ یہ کتاب ایک طویل جستجو کا نتیجہ ہے، یہ وہ کتاب ہے جسے میں نے خون جگر سے لکھا ہے جس کی سطروں میں اپنی روح کو انڈیل دیا ہے اور جس میں میری یادداشتوں کا نچوڑ شامل ہوا ہے۔ مرشد امت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے مؤلف کتاب کی اس عملی کاوش کی قدر کرتے ہوئے لکھا کہ مولانا نے یہ ایک اچھا کام کیا ہے کہ اس سلسلہ کی ضروری معلومات جمع کر کے ایک انسائیکلو پیڈیا بنا دیا، اس میں اصلاً دینی باتوں کی معلومات تفصیل سے دی گئی ہے اس طرح ایک ہی جگہ دینی معلومات کا ضروری حصہ خاصا آ گیا ہے، مولانا محمد مستقیم ندوی نے لکھا کہ مولانا نے پوری محنت اور دیدہ ریزی کے ساتھ کہاں کہاں سے پھول اکھٹے کر کے ایک گلدستہ تیار کیا ہے، اب ہمارا کام ہے کہ ان پھولوں کی مہک سے اپنے دل و دماغ کو تازہ کریں، ان آبدار موتیوں سے اپنے گھروں کو منور کریں، مولانا عبداللہ سلمان ریاض قاسمی بنگلور نے اس کتاب کو لاجواب تالیف سے تعبیر کیا اور کہا کہ مولانا کو اس کتاب کی تیاری میں کوہ کن جیسی محنت شاقہ کرنی پڑی ہوگی، کتاب کے مطالعہ سے میرا احساس بھی جاگ اٹھا کہ مولانا نے کتاب کی ترتیب میں ہزاروں صفحات کی ورق گردانی کی ہے اور بکھرے ہوئے موتی سے قیمتی لعل و گوہر چھانٹا ہے، پھر نشیمن تیار کیا ہے، میں انہیں اس علمی کارنامے پر مبارکباد دیتا ہوں، ہاں اگر کوئی شخص اس کتاب میں ادبی چاشنی تلاش کرنے بیٹھے تو اس کے لئے محرومی ہے، یہاں تو فکر و فن ہے، اسرار و رموز ہے، حکمت و بصیرت ہے، تاریخ و فنون لطیفہ ہے اور آخرت کی فکر اور قیامت کی علامتیں ہیں، کتاب پڑھتے جایئے اور روحانی تسکین پہونچاتے جایئے۔ اس کتاب سے اہل علم، طلبہ مدارس اور مختلف موضوعات پر تحقیقی کام کرنے والے حضرات استفادہ کر سکتے ہیں، بلکہ یہ کتاب اس قابل بھی ہے کہ مسلمانوں کا کوئی گھر اس سے خالی نہ رہے اور ہر کوئی اس سے فائدہ اٹھائے، میں نے جستہ جستہ چند مضامین پڑھے ہیں، دل کو چھو لینے والے مواد سے متاثر ہوا، مولانا نے کتاب کے ہر جلد کی قیمت علاحدہ علاحدہ متعین کی ہے، جس کی مجموعی قیمت تین ہزار پینتیس سو روپے کے قریب ہوتی ہے، طباعت و کاغذ بہت معیاری نہیں تو بہت گھٹیا بھی نہیں ہے۔ خواہشمند حضرات جامعہ فاطمہ للبنات پکی سرائے چندوارہ مظفر پور سے رابطہ کر کے حاصل کر سکتے ہیں۔

لمحات نبوی

اس کتاب میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شبانہ روز کے معمولات اور اذکار و اوراد کا نقشہ اختصار کے ساتھ کھینچا گیا ہے، مرتب کتاب مولانا محمد الیاس ندوی بھٹکلی نے اپنے تمہید کے مطابق اس کو زیادہ سے زیادہ معتبر اور بعض نادر کتابوں کی روشنی میں ایک مفید انتخاب قرار دیا اور بقول مرتب یہ ایک نئے طرز کی کوشش ہے، حقیقت یہ ہے کہ لمحات نبوی سیرت کی ایک ایسی البیلی کتاب ہے، جس میں معلم انسانیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل و خصائل اور رات و دن کے معمولات کو نگینہ کی طرح پرو دیا ہے، اور مولانا عبداللہ عباس ندوی کے الفاظ میں ایک سو صفحہ کا یہ کتابچہ عشق و محبت کا دیباچہ ہے، اس میں دعوت دین بھی ہے اور اپنے جذبہ فدائیت کے تسکین کا سامان بھی ہے، وہیں ہم سے یہ بھی مطالبہ کرتی ہے کہ ہم سے جہاں تک ہو سکے حضور اکرام صلی اللہ علیہ وسلم کی اسوہ مبارکہ کی پیروی کریں اور جو شخص علم فہم کے بعد کوئی بھی کام اس نیت سے کرے گا کہ یہ کام حضور اکرام صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا، ثواب کا مستحق ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کو جزاء خیر دے، انہوں نے بڑی ہی اچھی کتاب تالیف کی ہے۔

حق وصداقت کی آواز بلند کیجئے

''افسوس کی بات ہے کہ اقلیتوں اور دلتوں کے خلاف تشدد اور مظالم میں اضافہ ہوا ہے، اگر انہیں نہیں روکا گیا تو یہ جمہورہت کے لیے خطرناک ہوسکتا ہے، مجھے گہری تشویش ہے اور زیادہ بولنے کی ضرورت نہیں کہ ہندوستانی عوام کو مذہب، ذات، زبان اور ثقافت کی بنیاد پر تقسیم کرنے کی کوشش ہورہی ہے'' ان خیالات کا اظہار سابق وزیراعظم منموہن سنگھ نے پنجاب یونیورسٹی میں طلبا سے خطاب کے دوران کہی، اس میں کچھ بھی غلط نہیں ہے اور نہ ہی یہ کوئی نئ بات ہے، اس وقت ملک میں جاری جارحیت پسند سیاست، ایک مخصوص تہذیب کو پورے ملک کے عوام پر تھوپنے کی کوشش، ایک نظام کو بزور طاقت ملک پر نافذ کرنے کے جنون کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، جارحیت پسند سیاست، رتہذیب کو عوام پر تھوپنے کی کوشش اور نظام کے نفاذ کا جنون اس وقت اپنے شباب پر ہے، بات صرف اقلیتوں، آدیباسیوں اور دلتوں تک ہی محدود نہیں ہے؛ بلکہ ملک کے تمام شہریوں کو ایک اشارے پر نچایا جائے، اس کی خواہش اہل اختیار نے اپنے دل میں پیدا کرلی ہے، زیادہ درست بات تو یہ ہے کہ یہ خواہش آج کی نہیں ہے؛ بلکہ ایک مخصوص ذہن کے حامل طبقے نے ایک طویل عرصے سے اپنے دلوں میں اسے پال رکھا ہے، آدیباسیوں پر ظلم وستم کوئی آج کی بات نہیں ہے، دلتوں اور پسماندہ طبقات کا جانوروں سے بھی بدتر تصور کیا جانا آج کا معاملہ نہیں ہے؛ بلکہ برسوں پرانا ہے، انہیں تو جینے کے لائق بھی تصور کرنے کے لیے یہ مخصوص ذہن ماضی میں تیار نہیں تھا۔

آج بھی سماج میں برابری تو دور کی بات ہے، ملک کے دستور میں دیئے گئے حقوق کو پانے اور اس میں دی گئی آزادی کو حاصل کرنے میں انہیں کتنی مصیبتوں سے گزرنا پڑتا ہے، کتنی آزمائشوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے، کتنی جانیں گنوانی پڑتی ہیں، کتنا مالی نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے اور کن کن توہین آمیز مراحل سے گزرنا پڑتا ہے، ملک کے تازہ ترین حالات وواقعات یہ بانگ دہلا سے بیان کررہے ہیں، انفرادی اور اجتماعی دونوں سطح پر انہیں عزت ووقار تو دور مساوی حقوق کی بازیابی کے لیے جان ومال کو داؤ پر لگانا پڑتا ہے، چند دن پہلے کی خبر ہے کہ اترپردیش کے باتھرس ضلع کے دلت سماج سے تعلق رکھنے والے اعلیٰ تعلیم یافتہ سنجے جانو نامی ایک نوجوان کو کاس گنج کے ٹھاکروں کی اکثریت والے ایک گاؤں میں ایک دلت لڑکی سے شادی کرنے لیے گھوڑے پر چڑھ کر بارات لے جانے کی خواہش کو پورا کرنے کے لیے مقامی پولس انتظامیہ سے لے کر ریاست کے وزیر اعلیٰ سے فریاد کرنی پڑی، دراصل اس گاؤں کے ٹھاکر اس بات کے لیے آمادہ نہیں تھے، ان کی دلیل تھی کہ اگر کسی دلت دولہے کی گھوڑی پر بارات نکلی تو یہ گاؤں کی پرمپرا کو توڑنے والی بات ہوگی؛ اس لیے کہ اب تک کسی دلت کی بارات ٹھاکروں کے گھروں کے پاس سے نہیں گزری ہے، سنجے جانو کی طرف سے مقامی پولس انتظامیہ، ضلع کے افسران اور ریاست کے وزیر اعلیٰ سے فریاد کرنے کے باوجود معاملہ حل نہیں ہوا اور بات نہیں بنی۔

سنجے جانو نے بالآخر عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا اور معاملہ ہائی کورٹ تک پہونچ گیا، ۹/اپریل ۲۰۱۸ء کو خبر ہے کہ ہائی کورٹ کی ہدایت پر مقامی انتظامیہ نے دونوں فریقوں کے درمیان ثالثی کا کردار ادا کیا اور ٹھاکروں کو اس بات کے لیے راضی کیا کہ بارات ان کے گھروں کے پاس سے ہوکر گزرے گی، ویسے تو یہ پوری ہی خبر بہت اہم ہے اور ملک کے موجودہ حالات کو بیان کررہی ہے؛ لیکن اس کا دلچسپ پہلو ہائی کورٹ کی ہدایت کے بعد مقامی انتظامیہ کا ثالثی کا کردار ادا کرنا اور ٹھاکروں کو بارات نکلنے کے لیے راضی کرنا ہے، وہ بھی جس شکل میں ہوا اسے خود کاس گنج کے ڈی ایم آر پی سنگھ نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ بیچ کا راستہ نکال دیا گیا ہے، جس پر چھتریہ طبقہ بھی راضی ہے اور بارات لے کر آنے والے سنجے بھی راضی ہیں، اب کسی طرح کا کوئی جھگڑا نہیں رہ گیا ہے، ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ بارات کے لیے راستہ طے کردیا گیا ہے، بارات اور شادی سے متعلق تمام چیزیں طے کردی گئی ہیں کہ کہاں کیا کام ہوگا اور کب کب تک پروگرام ہوگا، بارات اور شادی کے لیے آٹھ شرطیں عائد کی گئیں ہیں، ان میں خود کاس گنج کے ڈی ایم آر پی سنگھ کے الفاظ میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ ایسے لوگ بارات میں شامل نہ ہوں جو وسپھوٹک بھاشن دے کر گاؤں کے ماحول کو خراب کریں، ایسے لوگ بارات میں نہ لائے جائیں۔ اس خبر میں جو بات سامنے آئی ہے اور کاس گنج کے ڈی ایم نے جو بات کہی ہے، کیا وہ انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتی ہے، کیا ان میں ملک کے آئین اور دستور کی حکمرانی نظر آرہی ہے، یا بیچ کا راستہ اختیار کرکے ملک کے آئین اور دستور کی حکمرانی سے راہ فرار اختیار کی جارہی ہے، قانون کی حکمرانی تو اس وقت تسلیم کی جاتی، جب معاملے کے مقامی انتظامیہ کے علم آتے ہی قانون شکنی کرنے اور دستور میں دیئے گئے مساوات اور آزادی کے مواقع سے ایک طبقے کو محروم رکھنے کی مسلسل کوشش کرنے والوں کے خلاف کارروائی ہوتی، قانون کی حکمرانی تو اس وقت تسلیم کی جاسکتی تھی، جب معاملہ وزیر اعلیٰ تک پہنچا تھا، اس پر ان کی طرف سے کوئی قدم اٹھایا جاتا، لیکن انتظامیہ نے معاملہ کی طرف توجہ ہائی کورٹ کی ہدایت کے بعد دی اور وہ بھی بیچ کا راستہ اختیار کرکے، اس وقت عام طور پر یہ دیکھا جارہا ہے کہ معاملہ خواہ کوئی بھی ہو، راست طور پر عدل وانصاف کرنے اور اور قانون کی حکمرانی کو یقینی بنانے کی جگہ بیچ کا راستہ اور بچولیوں کو تلاش کرنے کی طرف توجہ دی جارہی ہے، اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے سابق وزیراعظم کی یہ بات بھی توجہ طلب ہے ہوجاتی ہے کہ سیاسی بات چیت میں خطرناک اور جھوٹ کا مرکب ابھر رہا ہے، جو جمہوری نظام کے لیے ایک خطرہ ہوسکتا ہے، اسے صبر کے ساتھ ناکارہ کیا جانا چاہئے، اس صورتحال میں کرنے کا کام وہ ہے جس کی طرف جسٹس کورین جوزف نے توجہ دلائی ہے کہ عدالت اور میڈیا کو اپنی بات ہمیشہ بلند آواز میں کہتے رہنا چاہئے، پھر چاہے کوئی سنے، یا نہ سنے، جمہوریت کی خاطر میڈیا اور کورٹ کو اس وقت تک اپنی بات کہتے رہنا چاہئے، جب تک اس کا اثر دکھائی نہ دینے لگے، یہ کام عدالت اور میڈیا کو ہی نہیں، ملک کے ہر شہری اور ہر طبقے کو کرنا چاہئے اور حق وصداقت اور عدل وانصاف کی آواز بلند کرتے رہنا چاہیے۔ (بشکریہ دعوت دہلی)

موجودہ حالات اور ہماری ذمہ داریاں

مولانا محمد اسجد قاسمی ندوی

امت مسلمہ موجودہ ملکی وعالمی حالات کے تناظر میں اپنی تاریخ کے انتہائی بدتر دور سے گزر رہی ہے، عرب وعجم کے تمام خطے خون مسلم سے لالہ زار بنے ہوئے ہیں، امت مظلومیت اور نکبتی ناقابل بیان فضا میں گذر بسر کررہی ہے۔ پچھلے کچھ عرصہ سے بطور خاص مرکز اقتدار مجرمانہ اور فرقہ پرستانہ ریکارڈ رکھنے والوں کے ہاتھوں میں منتقل ہونے کے بعد سے وطن عزیز ہندوستان میں مسلم اقلیت کو جس طرح ہر محاذ پر تارگٹ کیا جارہا ہے اور جان ومال وآبرو کے ضیاع ونقصان کے جو بے شمار واقعات پیش آرہے ہیں، اس صورت حال نے امت کو عجب دوراہے پر لاکھڑا کردیا ہے اور بہت سے ذہنوں میں یہ سوال ابھرنے لگا ہے:

آگ ہے اولاد ابراہیم ہے نمرود ہے
کیا کسی کو پھر کسی کا امتحاں مقصود ہے

اس سے بھی زیادہ الم ناک صورت حال برما کے مظلوم، بے گھر اور بے آسرا مسلمانوں کی ہے، جن کی مظلومیت کے اظہار اور ستم ڈھانے والے بدھسٹوں کی بربریت ووحشت کے بیان کے لیے الفاظ بھی نہیں ملتے، ایک عرصے سے شام کے مسلمانوں کے ساتھ بھی کچھ ایسے ہی حالات ہیں، پورے عالم میں بالعموم اور ہندوستان میں بطور خاص امت مسلمہ کی اس صورت حال پر غور کیا جائے تو اس کے افراد کی طرف سے تین طرح کے ردعمل سامنے آتے ہیں۔

(۱) پہلا ردعمل امت کی اکثریت کا ہے اور وہ مایوسی، ناامیدی، خوف، شکست خوردگی، پژمردگی اور مکمل پسپائی جیسی کیفیات کا ہے، امت کے بیشتر افراد اور طبقات ان خطرناک حالات میں ایسا لگتا ہے کہ بالکل مایوس وناامید ہوچکے ہیں، ان کے حوصلے جواب دے چکے ہیں، ہمتیں پست ہوچکی ہیں، عزائم وولولے ماند پڑ چکے ہیں، انہیں حالات کی تاریکیوں میں امید اور کامیابی کا کوئی چراغ بھی نظر نہیں آرہا ہے، وہ بالکل سرینڈر کرچکے ہیں اور اپنے لیے عافیت گاہیں تلاش کررہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ ردعمل انتہائی افسوسناک بھی ہے اور امت کو تباہی اور ذلت ومہیب کے غار میں پورے طور پر ڈھکیل دینے والا بھی ہے، قرآنی صراحتوں کے مطابق امت مسلمہ کے لیے کسی بھی طرح کے حالات میں مایوسی اور ناامیدی کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور یہ بھی بتادیا گیا ہے کہ مایوسی اور ناامیدی کافروں اور گمراہوں ہی کا شیوہ ہے۔ ﴿اپنے پروردگار کی رحمت سے گناہ گاروں کے سوا کون ناامید ہوسکتا ہے؟﴾ (الحجر) ﴿اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، یقین جانو اللہ کی رحمت سے وہی لوگ ناامید ہوتے ہیں، جو کافر ہیں﴾ (یوسف)

(۲) دوسرا ردعمل امت کے لیے ایک بڑے طبقے کی طرف سے یہ آیا ہے کہ وہ حالات کی خطرناکیوں میں اپنے مالک حقیقی کی طرف رجوع ہونے کے بجائے دنیا کے سیاسی اور سماجی جھوٹے اور کھوکھلے سہاروں کی تلاش میں دردر کی ٹھوکریں کھارہا ہے، اس طبقہ کو اپنے مسائل کا حل اور اپنی مشکل کا علاج دنیا کے ان سہاروں سے مربوط ہونے میں نظر آرہا ہے۔ واضح رہنا چاہئے کہ دنیا کے تمام سہارے خواہ وہ کتنے خوش نما اور مضبوط کیوں نہ نظر آئیں، اللہ کی قدرت کے مقابلے میں مکڑی کے جالے سے زیادہ کوئی قیمت نہیں رکھتے اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ سے لو لگانے کے بجائے دوسرے سہاروں کی تلاش انسان کو ایمان سے دور، کفر سے قریب اور اللہ کی مدد سے محروم کردیتی ہے، اللہ کی نصرت اور مدد کا قانون اور فارمولہ قرآن میں بار بار بیان ہوا ہے اور واضح کیا گیا ہے کہ اللہ کی نصرت انہیں کے لیے ہے، جو اس سے لو لگائیں اور اس کو ملجا وماویٰ سمجھیں، اس کی پناہ گاہ کو اصل باور کریں اور اس کے نظام سے وابستہ رہیں، فرمایا گیا: ﴿اے ایمان والو! اگر تم اللہ کے دین کی مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمادے گا﴾ (محمد) سورہ حج میں ارشاد خداوندی ہے: ﴿اللہ ضرور ان لوگوں کی مدد کرے گا جو اس کے دین میں مدد کرے گا، بلاشبہ اللہ بڑی قوت والا، بڑے اقتدار والا ہے۔﴾ ﴿اور ہم نے یہ ذمہ داری لی تھی کہ ایمان والوں کی مدد کریں۔﴾ سورہ آل عمران میں فرمایا گیا: ﴿اگر تم واقعی مومن رہو تو تم ہی سربلند ہوگے۔﴾

(۳) تیسرا ردعمل ایسے حالات میں مٹھی بھر مخلص، باحمیت اور کامل الایمان افراد کا ہونا ہے، جن کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہوتی ہے، یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو خطرناک حالات میں بھی امید کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہیں دیتے، ان کے حوصلوں اور ولولوں میں فرق نہیں آتا، بلکہ صورت حال جتنی بھی نازک ہوتی جاتی ہے، اپنے رب کے نظام پر اور اس کی قدرت مطلقہ، علم کامل اور حکمت بالغہ پر ان کا یقین اور فزوں ہوتا جاتا ہے، ان کی نگاہ بصیرت یہ دیکھ رہی ہوتی ہے کہ ظلمت شب جتنی گھنی ہوجاتی ہے، طلوع سحر کے لمحات اتنے ہی قریب ہوتے جاتے ہیں، ظلم وستم کا طوفان جس قدر تند وتیز ہوگا، بارگاہ رب العزت سے مظلوموں کی نصرت اور ظالموں کے کیفر کردار تک پہنچنے کے فیصلے اتنے ہی جلد ظاہر ہوں گے اور یہ منظر سامنے آئے گا کہ!

آسماں ہوگا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہجائے گی
شب گریزاں ہوگی آخر جلوہ خورشید سے
یہ چمن معمور ہوگا نغمہ توحید سے

جدید علم نفسیات میں ارتجاعیت ایک اصطلاح ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ آپ کو جس قدر دبایا اور کچلا جائے، آپ سپرنگ کی مانند مزید طاقت کے ساتھ اپنے کھوئے ہوئے مقام ووقار کو دوبارہ حاصل کرکے رہیں گے۔ مضبوط ایمان رکھنے والے افراد ذلت وناکامی کے حالات سے سبق لیتے ہیں، اپنی مخفی تعمیری قوتوں کو بیدار کرتے ہیں، اپنے اصل واقدار سے مستحکم وابستگی، ایمان ویقین، مثبت انداز فکر، جذبات پر قابو پانے اور حوصلہ مندی کے ساتھ قدم آگے بڑھاتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی قوت بڑھتی چلی جاتی ہے، رفتار میں اضافہ ہوتا جاتا ہے، نئ راہیں کھلتی ہیں اور مستقبل میں کامیابی کی بہت سی منزلیں ان کے خیر مقدم کو تیار ہوتی ہیں۔ یہ مخلص افراد قنوطیت اور پست ہمتی کا شکار ہونے کے بجائے بصیرت وفراست سے حالات کا سچا تجزیہ کرنے کی فکر کرتے ہیں، اپنے روشن مستقبل کی تعمیر کے لیے ٹھوس منصوبہ بندی کرتے ہیں اور اپنے مالک حقیقی کی طرف مکمل رجوع کی اصل تدبیر کے ساتھ حالات کی تبدیلی کے لیے تمام ممکنہ کوشش کرتے ہیں۔

پَنِش اے مسلم ڈے؛ یورپ میں مسلم دشمنی عروج پر

مولانا سید احمد ومیض ندوی (استاذ حدیث دارالعلوم حیدرآباد)

مسلم دشمنی اور اسلام سے عداوت کوئی آج کی پیداوار نہیں ہے، اس کا سلسلہ روزِ اول سے ہے، ابتدائے اسلام میں جب مکہ مکرمہ میں مٹھی بھر لوگ مسلمان تھے انہیں ہر طرح اذیت دی جاتی تھی، حضرت بلال حبشیؓ، عمار بن یاسرؓ، خباب بن ارتؓ وغیرہ وہ حضرات تھے جن پر بے تحاشہ ستم ڈھایا جاتا تھا، مکہ مکرمہ میں صرف کفار مکہ کی عداوت کا مسئلہ تھا، مدینہ منورہ ہجرت کے بعد یہود اور اہل کتاب بھی معاندین اسلام میں شامل ہوگئے، موجودہ یورپ کی مسلم دشمنی کے تانے بانے، صلیبی جنگوں سے ملتے ہیں، اہل یورپ نے سلطان صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں صلیبی جنگوں میں جو ذلت آمیز شکست اٹھائی تھی وہ اب تک ان کے دل و دماغ سے محو نہیں ہوئی، ویسے گذشتہ ایک صدی سے یورپ مسلم دشمنی کی آگ میں جل رہا ہے؛ لیکن نائن الیون کے بعد مسلم دشمنی کی تازہ لہر اٹھی اور پورے یورپ میں پھیل گئی، اس دوران اسلاموفوبیا کی اصطلاح خوب زور پکڑی، پرنٹ میڈیا سے لیکر الکٹرانک میڈیا تک تمام ذرائع ابلاغ نے اس حوالہ سے کلیدی رول ادا کیا، عالمی میڈیا چونکہ صہیونیوں کے زیر قبضہ ہے؛ اس لیے اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا گیا، اسلام اور دہشت گردی کا ہوّا اس شدت سے کھڑا کیا گیا کہ دہشت گردی اور اسلام ایک دوسرے کے مترادف سمجھے جانے لگے، اسلامی تعلیمات کے تعلق سے یہ تأثر دیا گیا کہ وہ دہشت گردی کی نہ صرف حوصلہ افزائی کرتی ہیں؛ بلکہ اپنے پیروکاروں کو اس پر اُکساتی ہیں، اسلام اپنے ماننے والوں کو انسانیت اور رواداری کے بجائے دیگر اہل مذاہب کے ساتھ تعصب کی تعلیم دیتا ہے، اسلام میں جمہوریت اور بقائے باہم کی کوئی گنجائش نہیں ہے، پیغمبر اسلام محمد عربی ﷺ نعوذ باللہ جنگ و جدال اور قتل و قتال کے علمبردار تھے، یہ اور اس قسم کے متعدد پروپیگنڈوں کے نتیجہ میں دنیا بھر میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف عمومی نفرت کا ماحول پیدا ہوا اور اب یہ ایک آتش فشاں کی شکل اختیار کر چکا ہے۔

دن منانا موجودہ معاشروں میں ایک عام سی بات ہے، دنیا بھر میں بہت سے دن منائے جاتے ہیں، کچھ قومی اور کچھ عالمی، عالمی یوم آب، عالمی یوم مادر، عالمی یوم خواتین، عالمی یوم حقوق انسانی وغیرہ ہر سال منائے جاتے ہیں؛ لیکن گذشتہ دنوں سوشیل میڈیا پر ایک ایسا خط نظر سے گزرا جس میں برطانیہ کے تمام شہریوں سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ ۳ر اپریل کو ''پَنِش اے مسلم ڈے'' یعنی مسلمانوں کو سزا دینے کا دن کے طور پر منائیں، اس قسم کے خطوط برطانیہ کے اَن گنت افراد کے موصول ہوئے ہیں، جن میں مسلمانوں کے خلاف زہر اُگلنے کے ساتھ ان کے خلاف پر تشدد اقدامات کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، برطانیہ کی انسداد دہشت گردی پولیس ان خطوط کے بارے میں تحقیقات کر رہی ہے، لندن پولیس نے بتایا کہ انسداد دہشت گردی یونٹ کے افسران اس خط کے بارے میں تحقیقات کر رہے ہیں، پولیس کا کہنا ہے کہ اس حوالہ سے متعدد اطلاعات موصول ہوئی ہیں، جن کے بارے میں تحقیقات کی جا رہی ہیں، کاؤنٹر ٹیررزم پولیس چیف سپرنٹنڈینٹ مارٹن اسنوڈن کی جانب سے جاری کئے گئے بیان میں کہا گیا ہے کہ ہم مذہب کی بنیاد پر نفرت کو بہت سنجیدگی سے لیتے ہیں اور افسران اس حوالے سے ملنے والی اطلاعات کی مکمل تحقیقات کریں گے، خط میں نہ صرف مسلمانوں کے خلاف تشدد پر اُبھارا گیا ہے؛ بلکہ اذیت رسانی کے مختلف اقدامات پر مختلف پوائنٹس بھی دئے گئے ہیں، اس کے لیے باقاعدہ ایک فہرست بھی جاری کی گئی ہے، جس کی تفصیلات یوں ہیں: مسلمانوں کو زبانی طور پر ہراساں کرنے پر ۱۰ر پوائنٹس، مسلم خواتین کے اسکارف کھینچنے پر ۲۵ر پوائنٹس، چہرے پر تیزاب پھینکنے پر ۵۰ر پوائنٹس، زد و کوب کرنے پر ۱۰۰ر پوائنٹس، برقی جھٹکوں سے اذیت پہونچانے پر ۲۵۰ر پوائنٹس، پستول، چاقو یا دیگر طریقوں سے مسلمانوں کو ہلاک کرنے پر ۵۰۰ر پوائنٹس، کسی مسجد کو بم سے اڑا دینے یا نذر آتش کرنے پر ۱۰۰۰ر پوائنٹس، اور مقدس شہر مکہ مکرمہ پر ایٹمی ہتھیار پھینکنے پر ۲۵۰۰ر پوائنٹس۔

برطانیہ میں اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ بہت قدیم ہے، وہاں لاکھوں مسلمان آباد ہیں اور برطانوی معاشرہ کا اٹوٹ حصہ بنے ہوئے ہیں، ملکی ترقی میں ان کا اہم کردار ہے، مختلف شعبہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے برطانوی مسلمان امن پسند شہریوں کی حیثیت سے برطانیہ کی ترقی میں بھرپور حصہ لیتے ہیں، اس سب کے باوجود گذشتہ نصف صدی سے برطانوی معاشرہ کے اندر مسلم دشمنی کی لہر میں جو شدت آئی ہے وہ انتہائی تشویشناک ہے، مسلم دشمنی کو فروغ دینے میں برطانوی میڈیا سرگرم رول ادا کر رہا ہے، سہ روزہ دعوت میں شائع ایک مضمون کے مطابق اس سلسلے میں برطانیہ کے دو ممتاز اخبارات ''ڈیلی میل'' اور ''ڈیلی ایکسپریس'' کا کردار نمایاں نظر آتا ہے، تجزیہ نگاروں نے اعتراف کیا ہے کہ یہ دونوں اخبارات حکومت کے بہت قریب ہیں، ان اخبارات کی سرخیاں ایسے الفاظ پر مشتمل ہوتی ہیں جو مسلمانوں کو دہشت گرد بنانے میں اہم رول ادا کرتی ہیں، اس کی وجہ سے آج مغرب میں جس طرح اسلام کو دیکھا جا رہا ہے اس کے متعلق Runnymede Trust نے ۱۹۷۷ء میں ایک رپورٹ شائع کی تھی کہ مغرب میں اسلام ایک اجنبی چیز سمجھی جاتی ہے، اگر ڈیلی میل میں یہ لکھا جاتا ہے کہ ''جنونی (مسلمان) موت چاہتے ہیں'' اور یہ کہ ''میں برطانیہ میں پیدا ہو چکا ہوں؛ لیکن پہلے میں مسلمان ہوں'' جیسی اشتعال انگیز سرخیاں شائع کریں تو اس میں حیرانی کی کیا بات ہے؟ کیوں کہ یہ اخبار تو محض ان باتوں کی اشاعت کرتے ہیں جو اسلاموفوبیا کا بنیادی سبب ہیں، مضمون نگار آگے لکھتے ہیں: ''برطانیہ کے اخبارات ڈیلی میل نے گذشتہ سالوں میں ایک کارٹون شائع کیا، جس میں عام مسلمانوں کا رول دکھایا گیا ہے کہ ان کے ہاتھوں میں پلے کارڈز ہیں، جن پر امریکہ مردہ باد کے نعرے اور برطانیہ مردہ باد جیسے نفرت آمیز نعرے درج تھے، ظاہر ہے اس سے مسلمانوں کے خلاف منفی تأثر ہی جائے گا'' (سہ روز دعوت ۷ر اپریل ۲۰۱۸ء)

برطانیہ میں مسلم دشمنی کی لہر کا اندازہ اسلامک ہیومن رائٹس کمیشن لندن کی جانب سے شائع کی گئی سروے رپورٹ سے کیا جا سکتا ہے، جس میں ۸۰ فیصد افراد نے کہا کہ انھوں نے خود شخصی طور پر اسلاموفوبیا کی وجہ سے مختلف مسلمانوں کو نشانہ بنتے ہوئے مشاہدہ کیا ہے، رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ نسلی اور مذہبی بنیادوں پر منافرت کی وجہ سے برطانیہ میں مسلمانوں کو گھیراؤ جیسی صورت حال کا سامنا ہے۔

جرمنی کی صورتِ حال بھی مسلم دشمنی میں کچھ کم ابتر نہیں ہے، جرمن وزیر داخلہ کے ایک حالیہ بیان کے مطابق سال ۲۰۱۷ء میں ملک بھر میں مسلم اداروں اور افراد پر ۲۵۰ حملے کئے گئے، جن میں ۳۳ر افراد زخمی ہوئے، باحجاب خواتین بھی ان حملوں کا شکار ہوئیں، مساجد بھی نذر آتش کر دی گئیں، جرمن وزارت داخلہ کی رپورٹ کے مطابق سال گذشتہ ۶۰ مساجد پر حملے ہوئے، مقامی مسلمانوں کا کہنا ہے حقیقی اعداد و شمار اس سے کہیں زیادہ ہیں، بعض جرمن مسلمانوں کا کہنا ہے کہ یومیہ اساس پر ان کے بنیادی انسانی حقوق پر حملے کئے جاتے ہیں۔

گذشتہ دنوں شمالی آئرلینڈ میں اسلام مخالف پمفلٹ کی تقسیم کی اطلاع اخبارات میں شائع ہوئی، شمالی آئرلینڈ کے دارالحکومت بیلفاسٹ میں پولیس کو شہر کے ریون ہل کے علاقے سے اسلام مخالف پمفلٹ ملے، یہ پمفلٹ ''جنریشن اسپارٹا'' نامی گروپ کی جانب سے بھیجا گیا ہے، اس میں صارفین کو پیغام دیا گیا ہے کہ اسلام کے بڑھتے ہوئے اثر کو روکا جائے، پمفلٹ وصول کرنے والی ایک خاتون نے کہا کہ اس میں درج کردہ تحریر کو پڑھ کر وہ سہم گئی تھیں، انھوں نے کہا کہ یہ واضح ہے کہ یہ لوگ مسلمانوں کے خلاف لوگوں کو بھڑکا رہے ہیں۔

ایک پولیس اہلکار نے کہا کہ ہم اس کو نفرت پر مبنی جرم تصور کرتے ہیں اور اس حوالے سے تفتیش کر رہے ہیں، نفرت کی بنیاد پر کیا جانے والا کوئی جرم ناقابل قبول ہے، بیلفاسٹ کے اسلامی سینٹر کے عہدیدار واصف نعیم کا کہنا ہے کہ پمفلٹ بھیجنے والے اقلیت سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کا مقصد کمیونٹی میں ڈر اور خوف پھیلانا ہے۔

یورپ میں اسلام دشمنی کے یہ چند نمونے ہیں، سوال یہ ہے کہ مسلم دشمنی کی اس عمومی فضا میں مسلمانوں کا کیا رول ہونا چاہیے؟ جواب ظاہر ہے، امتِ مسلمہ ایک داعی امت ہے، اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک عظیم ذمہ داری ڈالی ہے اور وہ دعوتِ اسلام کی ذمہ داری ہے، ساری دنیا اور بالخصوص یورپ کی اسلام مخالف فضا میں مسلمانوں کو نبی کریم ﷺ کی مکی زندگی کے اسوہ کو اپنانا ہوگا، رسول اللہ ﷺ نے مکی زندگی میں ایک طرف اسلام قبول کرنے والے مسلمانوں کے دلوں میں حقیقتِ ایمان کو راسخ کرنے کی جدوجہد فرمائی، دوسری جانب اپنے مخالفین کے ساتھ کریمانہ اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے خدمتِ خلق اور دعوت الی اللہ پر توجہ مرکوز کی۔

ناموافق حالات اور ناسازگار ماحول میں ہر طرح کی اذیتوں کو برداشت کر کے اسلام پر جمے رہنے کے لیے یورپ کے مسلمانوں کو اصلاحِ اعمال اور ترسیخ ایمان پر توجہ دینی ہوگی؛ ورنہ وہ یورپ کے اسلام مخالف اور بے حیائی کے سیلاب میں تنکوں کی طرح بہہ جائیں گے، اس کے ساتھ غیر مسلم برادران وطن کے ساتھ انسانیت اور اسلامی اخلاق کا بھی مظاہرہ کرنا ہوگا، آپسی معاملات میں اعلیٰ اخلاق پیش کرنے کے ساتھ اجتماعی حیثیت سے خدمتِ خلق اور رفاہِ عامہ کے مختلف کام انجام دینے ہوں گے، نفرت کا جواب محبت سے دیا جائے تو زیادہ مؤثر ثابت ہوگا، اسلام تلوار سے پھیلا ہے؛ مگر یہ اخلاق کی تلوار ہے، اسلام کے تعارف کا سب سے مؤثر ذریعہ مسلمانوں کا طرزِ عمل اور ان کا اونچا کردار ہوتا ہے، شاید برطانیہ کے مسلمان اس حوالے سے بہت کچھ کر رہے ہیں، یہی وجہ ہے کہ برطانیہ کے حالیہ واقعہ کے بعد نفرت کا جواب محبت سے دیا گیا؛ چنانچہ پنش اے مسلم ڈے کے جواب میں خود اہل برطانیہ کی جانب سے ۳ر اپریل کو مسلمانوں سے محبت کے دن کے طور پر منانے کی ایک منفرد مہم کا آغاز کر دیا گیا، سوشیل میڈیا پر جہاں مسلمانوں سے نفرت پر مبنی مواد پھیلانے کی ترغیب دی گئی وہیں مسلمانوں سے محبت کی بھی ترغیب دی جا رہی ہے۔

مائیکرو بلاگنگ ویب سائٹ ٹویٹر پر **''مینڈ کمیونٹی''** کی جانب سے **''لو مسلم ڈے''** کے عنوان سے مہم شروع کی گئی ہے، اس مہم کے تحت مسلمانوں کے ساتھ نیکی اور احسان کے ساتھ پیش آنے پر زور دیا گیا ہے، برطانوی اخبار میٹرو کے مطابق سوشیل میڈیا پر مسلمانوں سے نفرت کے مقابلے، محبت کے لیے جاری عوامی مہم کو زیادہ پذیرائی ملی ہے، نسل پرستی مخالف سماجی کارکنان نے مارٹن لوتھر کنگ کے الفاظ کو استعمال کیا ہے، جس میں وہ کہتے ہیں کہ اندھیرے کو اندھیرے سے ختم نہیں کیا جا سکتا۔

اندھیرے کو ختم کرنے کے لیے روشنی ہی واحد ذریعہ ہے، اسی طرح نفرت کا مقابلہ نفرت سے ممکن نہیں؛ بلکہ محبت ہی اس کا واحد حل ہے، مہم میں مسلمانوں سے محبت کا ایک دن مقرر کرنے پر زور دیا گیا ہے، مسلمانوں سے اچھے برتاؤ کو پوائنٹس سے ظاہر کیا گیا ہے، مسلمانوں سے خندہ پیشانی سے ملنے کے ۱۰، کافی پلانے کی دعوت کے ۲۵، مسلمانوں کے ساتھ رمضان اور عید منانے کے ۵۰۰، شام، عراق، فلسطین، لیبیا، میانمار، یمن اور کشمیر کے مسلمانوں کی مدد کے لیے ۱۰۰۰ پوائنٹس ظاہر کئے گئے ہیں۔

سرکار کو جی حضور والا جج چاہیے

رویش کمار (این ڈی ٹی وی) ترجمہ: سید محمد عادل فریدی

کیا آپ مرکزی حکومت اور سپریم کورٹ کے حالیہ تنازع کو باریکی سے دیکھ رہے ہیں؟ اس سلسلہ میں جو بھی خبریں چھپ رہی ہیں، وہ عدلیہ کی آزادی پر حملہ کا پتہ دے رہی ہیں۔ کانگریس کے دور حکومت میں بھی عدلیہ پر حملے ہوتے تھے، یہ کہہ کر مرکزی حکومت اپنے کرتوتوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہی ہے۔ چار سالوں تک اقتدار کی کرسی پر قابض رہنے کے بعد اب تک تو حکومت کو سمجھ میں آجانا چاہیئے کہ عوام نے ان کو کانگریس سے چھین کر اقتدار اس لیے نہیں سونپا کہ وہ کانگریس کے کیے ہوئے گناہوں کو دہراتی رہے۔ کیا ججوں کی تقرری کے سلسلہ میں مودی حکومت نے کوئی اور اخلاقی پیمانہ قائم کیا ہے؟ سپریم کورٹ کے چار سینئر ججوں اور چار سابق ججوں نے ججوں کی تقرری میں حکومت کی صریح دخل اندازی پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔ یہ سبھی جج کانگریس کے تحریک مواخذہ کے تجویز کو خارج کر چکے ہیں۔ ان کا سوال ہے کہ چیف جسٹس دیپک مشرا نے کالیجئم کی تجویز کو رد کرنے کی اجازت حکومت کو کیسے دے دی ہے؟

سابق چیف جسٹس آر ایم لوڈھا کا کہنا ہے کہ حکومت نے کالیجئم کے ذریعہ بھیجے گئے ناموں میں سے اپنی پسند کے امیدواروں کا انتخاب کر کے اور ان کی منظوری دے کر عدلیہ کی آزادی پر حملہ کیا ہے۔ حکومت نے بھیجے گئے ناموں میں سے اتراکھنڈ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کے ایم جوزف کا نام خارج کر دیا ہے، ان کے نام کو ابھی تک منظوری نہیں مل پائی ہے، اس کے برخلاف سرکار نے کالیجئم کے ذریعہ بھیجے گئے دوسرے امیدوار اندو ملہوترا کے نام کی منظوری دی ہے، یہ ٹھیک نہیں ہے، ایسا کر کے سرکار نے کچھ ججوں کے مستقبل میں چیف جسٹس بننے کی امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے۔ کالیجئم کے ذریعہ بھیجی گئی فائل کو کئی ہفتے تک روک کے رکھنا، پھر اسکے بعد ایک نام کو نامنظور کرنا اور ایک کو منظور کرنا، سرکار کے کسی اور ہی کھیل کو بتا رہا ہے۔ جسٹس لوڈھا نے کہا ہے کہ ایسی حالت میں چیف جسٹس دیپک مشرا کو فوراً کالیجئم کی میٹنگ بلا کر سرکار سے بات کرنی چاہیئے، جسٹس لوڈھا نے کہا کہ چیف جسٹس بھی کسی فائل کو غیر معینہ مدت تک معلق نہیں رکھ سکتے اور نہ ہی سرکار کو ایسا کرنے کا اختیار ہے۔ چیف جسٹس کو فوری طور پر اس میں ایکشن لینا چاہیئے۔ اب تک کی روایت یہی رہی ہے کہ سرکار کالیجئم کے ذریعہ بھیجے گئے ناموں کو اپنی پسند کے اعتبار سے نہیں چن سکتی ہے، مگر جسٹس لوڈھا کے وقت میں بھی سرکار نے ایک نام کو الگ کیا تھا۔ صحافی سیما چشتی نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ جسٹس لوڈھا نے یاد کرتے ہوئے کہا کہ جب وہ باہر تھے تو سرکار نے ان کے علم میں لائے بغیر گوپال سبرامنیم کو الگ کر دیا تھا اور ان کو سپریم کورٹ کا جج بنائے جانے کی منظوری نہیں دی تھی۔

جسٹس لوڈھا نے کہا کہ یہ بہت ہی غلط ہوا تھا اور میں نے فوراً ہی وزیر قانون کو خط لکھ کر اعتراض جتایا تھا اور کہا تھا کہ پھر دوبارہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ جسٹس لوڈھا نے کہا کہ میں اس معاملہ کو انجام تک لے جاتا لیکن اس وقت جسٹس گوپال سبرامنیم نے خود بعد میں اپنا نام واپس لے لیا تھا۔

سابق جج جسٹس ٹی ایس ٹھاکر نے بھی جسٹس کے ایم جوزف کا پرموشن روکنے کو افسوسناک بتایا ہے۔ اس کے علاوہ دو اور سابق ججوں نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر سیما چشتی کو بتایا کہ وہ اس بات سے اتفاق رکھتے ہیں کہ چیف جسٹس دیپک مشرا کو فوراً اس مسئلہ میں سرکار سے گفت وشنید کرنی چاہیئے۔ تین مہینے ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک چیف جسٹس نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا ہے، اس وجہ سے وہ فکر مند ہیں۔ دہلی ہائی کورٹ کے سابق چیف جسٹس اے پی شاہ نے کہا ہے کہ رفتہ رفتہ کالیجئم پر حملہ بڑھتا جا رہا ہے، میں حیران ہوں کہ چیف جسٹس نے بھری عدالت میں کہا کہ جسٹس کے ایم جوزف کی فائل لوٹا دینا غلط نہیں ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ جسٹس کے ایم جوزف وہی ہیں جنہوں نے اتراکھنڈ میں غیر آئینی طریقہ سے صدر راج نافذ کرنے کے فیصلے کو خارج کر دیا تھا۔ اروناچل پردیش میں بھی اسی طرح ۲۶ر جنوری کی آدھی رات کو صدر راج نافذ کیا گیا تھا وہ بھی عدالت میں نہیں ٹک سکا تھا۔ لیکن مودی لہر میں عوام ان واقعات پر توجہ نہیں دے رہی تھی، اسے ابھی بھی لگ رہا ہے کہ آئین کی دھجیاں کانگریس کے دور اقتدار میں اڑتی تھیں، اب نہیں؛ لوگ نہیں دیکھ پا رہے ہیں کہ ان کی آنکھوں کے سامنے کیا ہو رہا ہے اور آئین کے ساتھ کیسے کھلے عام کھلواڑ کیا جا رہا ہے، اور سب سے افسوسناک بات تو یہ ہے کہ آئین کی دھجیاں اڑانے میں مقننہ اور عدلیہ شانہ بشانہ کھڑی ہے۔ اب سب کی نظر اس بات پر ہے کہ کیا چیف جسٹس دیپک مشرا کے بعد جسٹس رنجن گوگوئی کو چیف جسٹس کی کرسی ملے گی یا نہیں؟ سینئرٹی کے لحاظ سے تو انہیں کا نمبر ہے، اسی دن طے ہو جائے گا کہ عدلیہ کو اپنے قبضہ میں لینے کا سرکار صرف ارادہ ہی نہیں رکھتی ہے بلکہ اپنے ارادے میں کامیاب بھی ہو چکی ہے۔ آپ جب سرکار سے پوچھیں گے تو وہ یہی کہے گی کہ کانگریسی ہمیں لکچر نہ دیں، عدلیہ کی آزادی کے سلسلہ میں کانگریس کا ریکارڈ دیکھ لیں۔ اس طرح آپ اپنی گردن دوسری طرف موڑ لیں گے اور جو ہو رہا ہے وہ نہیں دیکھیں گے؛ بہت ہی افسوس کی بات ہے۔

۱۰ر ستمبر ۲۰۱۷ء کو وزیر قانون روی شنکر پرساد نے ایک ٹوئیٹ کیا تھا کہ سپریم کورٹ کے حکم کے مطابق موبائیل نمبر کو آدھار سے لنک کرانا ہوگا۔ کئی نیوز چینلوں نے ایسی خبریں دکھائیں کہ موبائیل سم کو آدھار سے لنک کرانا لازمی ہے، یہ سپریم کورٹ کا حکم ہے، مگر گذشتہ دنوں سپریم کورٹ میں سرکار کے اس جھوٹ کی پول کھل گئی، آدھار کے معاملوں کی سنوائی کر رہی بنچ کے ججوں میں سے ایک جج جسٹس ڈی وائی چندر چوڑ نے UIDAI کے وکیل راکیش دویدی سے پوچھا کہ سپریم کورٹ نے یہ حکم کب دیا تھا، تو وکیل صاحب بغلیں جھانکنے لگے، پہلے سپریم کورٹ کے اس حکم کا حوالہ دیا کہ کورٹ نے ہی کہا ہے کہ سم کارڈ کو ویری فائی کرانا ضروری ہے، مگر اس حکم نامے میں آدھار سے لنک کرانے کا حکم تو تھا ہی نہیں۔ آخر میں انہیں یہ قبول کرنا پڑا کہ یہ آدھار کو لنک کرانے کی بات صحیح نہیں ہے، اس سلسلہ میں سرکار عوام کو گمراہ کر رہی تھی۔

سپریم کورٹ کے حکم کا نام لے کر جھوٹ بولنے پر قانون کے وزیر روی شنکر پرساد کے ساتھ کیا کیا جانا چاہیئے؟ کیا انہیں اخلاقی بنیاد پر استعفیٰ نہیں دینا چاہیئے؟ آئین کا حلف لینے والا وزیر اگر اس طرح سے جھوٹ بول کر عوام کو گمراہ کرے گا تو کیا اس کی اخلاقی ذمہ داری صرف اتنا کہہ دینے سے ادا ہو جائے گی کہ کانگریس کے زمانے میں بھی وزیر جھوٹ بولتے تھے۔ روی شنکر پرساد کے ہر بیان کو دیکھ لیجئے ایسا لگتا ہے کہ وہ اپنی فائل کم پڑھتے ہیں اور دن رات کانگریس کی فائل رٹتے رہتے ہیں۔ ہندی کے اخباروں میں ایسی خبریں چھپتی بھی نہیں ہیں، عوام کو پتہ بھی نہیں ہوتا ہے، لیکن کیا آپ کو لگتا ہے کہ وزیر اور سرکار کی ایسی حرکتیں اخلاقی اور آئینی ہیں؟

جب اِن (مون جے اِن) کی اُن (کم جونگ اُن) سے ملاقات ہوئی

شمالی کوریائی رہنما کم جونگ اُن پہلی بار جنوبی کوریا کے سفر پر گئے ہیں، وہاں انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ ماضی میں کی جانے والی غلطیوں کو نہیں دہرایا جائے گا۔ اپنے اولین دورہ جنوبی کوریا کے دوران انہوں نے کہا کہ خطے کو ایٹمی ہتھیاروں سے پاک بنانے کی خاطر بھرپور تعاون کیا جائے گا۔

پہلا قدم: کم جونگ اُن پہلے شمالی کوریائی رہنما ہیں، جنہوں نے کوریائی جنگ میں فائر بندی کے ۶۵ برس بعد جنوبی کوریا کی سرزمین پر قدم رکھا۔ کم نے کہا کہ جنوبی کوریا داخل ہوتے ہی وہ جذبات کی ایک بڑی لہر میں بہہ نکلے۔ جنوبی کوریائی صدر مون جے اِن سرحد پر کم جونگ اُن کا استقبال کرنے کو موجود تھے۔ ان دونوں رہنماؤں کی سمٹ کو تاریخی قرار دیا جا رہا ہے۔

نئے تعلقات کے آغاز کا عہد: کیمونسٹ رہنما کم جون اُن نے کہا کہ وہ ہمسایہ ملک جنوبی کوریا کے ساتھ دوستانہ تعلقات کی ایک نئی تاریخ رقم کرنا چاہتے ہیں۔ سن انیس سو ترپن میں کوریائی جنگ کے خاتمے کے بعد سے پہلی مرتبہ کسی شمالی کوریائی رہنما نے جنوبی کوریا کا دورہ کیا ہے۔ جب کم جونگ اُن نے جنوبی کوریا کی سرحد عبور کی تو جنوبی کوریائی صدر مون جے اِن نے ان کا استقبال کیا۔

تاریخی مصافحہ: جنوبی کوریا داخل ہونے پر اُن نے اِن سے ہاتھ ملایا۔ اس موقع پر کم نے کہا کہ یہ مصافحہ خطے میں قیام امن کی طرف 'افتتاحی قدم' ہے۔ کم جونگ اُن کی طرف سے جوہری اور میزائل پروگرام منجمد کرنے کے اعلان کے بعد جزیرہ نما کوریا پر کشیدگی کا خاتمہ ہوتا ممکن نظر آ رہا ہے۔ چین اور امریکا نے بھی دونوں کوریائی ممالک کے رہنماؤں کے مابین اس براہ راست ملاقات کو انتہائی اہم قرار دیا ہے۔

شمالی کوریائی وفد: جنوبی کوریا کا دورہ کرنے والے شمالی کوریائی رہنما کم جونگ اُن کے ساتھ ان کی ہمشیرہ اور قریبی مشیر کم یو جونگ کے علاوہ کمیونسٹ کوریا کے بین الکوریائی تعلقات کے شعبے کے سربراہ بھی تھے۔ اسی طرح جنوبی کوریائی صدر کے ہمراہ ان کے ملک کے انٹیلیجنس سربراہ اور چیف آف سٹاف بھی تھے۔

ہم ایک قوم ہیں: شمالی کوریائی رہنما کم جونگ اُن نے جنوبی کوریائی صدر مون جے اِن کے ساتھ سمٹ میں کہا، ''اس میں کوئی منطق نہیں کہ ہم آپس میں لڑیں۔ ہم تو ایک ہی قوم ہیں۔ چند ماہ قبل کم جونگ اُن کی طرف سے ایسے کلمات سننے کی توقع بھی نہیں کی جا سکتی تھی۔ جنوبی کوریا میں کئی حلقے اس سمٹ پر محتاط انداز سے ردعمل ظاہر کر رہے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اس خطے کو جوہری ہتھیاروں سے پاک بنانے میں کئی رکاوٹیں حائل ہو سکتی ہیں۔

ایٹمی ہتھیاروں کا معاملہ: اس سمٹ کے پہلے دور میں دونوں لیڈروں نے ایٹمی ہتھیاروں کے خاتمے کے علاوہ قیام امن کے امکانات پر بھی بات چیت کی۔ میڈیا رپورٹوں کے مطابق جنوبی کوریائی صدر مُون جے اِن اور شمالی کوریا کے رہنما کم جونگ اُن نے جزیرہ نما کوریا کو غیر ایٹمی خطہ بنانے کے موضوع پر انتہائی سنجیدگی اور ایمانداری سے تبادلہ خیال کیا۔

عالمی برداری خوش: ۱۹۵۳ء میں کوریائی جنگ میں فائر بندی کے بعد سے مجموعی طور پر یہ تیسرا موقع ہے کہ شمالی اور جنوبی کوریائی رہنماؤں کی آپس میں کوئی ملاقات ہوئی۔ جاپان، چین اور روس نے اس ملاقات کو خطے میں قیام امن کے لیے اہم قرار دیا ہے۔

مذاکرات جاری رہیں گے: اس سمٹ کے مشترکہ اعلامیے کے مطابق دونوں ممالک تمام شعبوں میں مذاکراتی عمل جاری رکھیں گے اور اختلافات کو دور کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ دونوں ممالک کے مابین طے پانے والے تمام بین الاقوامی معاہدوں پر عملدرآمد یقینی بنایا جائے گا اور دونوں ریاستوں کے مابین سفری پابندیوں کو ختم کرنے کی کوشش بھی کی جائے گی۔

ماضی کی غلطیاں نہیں دہرائی جائیں گی: شمالی کوریائی رہنما کم جونگ اُن نے کہا ہے کہ ان کا ملک ماضی میں کی جانے والی غلطیوں کو نہیں دہرائے گا۔ اس سمٹ کے مشترکہ اعلامیے کے مطابق کم جونگ اُن نے کہا ہے کہ خطے کو ایٹمی ہتھیاروں سے پاک بنانے کے لیے پیونگ یانگ حکومت مکمل تعاون کرے گی۔ طے پایا ہے کہ دونوں ممالک اس تناظر میں جامع مذاکرات کا عمل شروع کریں گے۔ تاہم اس بارے میں تفصیلات عام نہیں کی گئیں۔

مون جے اِن شمالی کوریا جائیں گے: اس سمٹ کے بعد جنوبی کوریائی صدر کے دفتر کی طرف سے بتایا گیا کہ صدر مون جے اِن شمالی کوریا کا دورہ کریں گے۔ ممکنہ طور پر وہ رواں برس موسم خزاں میں یہ دورہ کریں گے، جہاں وہ شمالی کوریائی رہنما کے ساتھ ملاقات کریں گے۔ مون جے اِن کے اس آئندہ جوابی دورے کو بھی دونوں ممالک کے باہمی تعلقات میں بہتری کے لیے انتہائی اہم قرار دیا جا رہا ہے۔

مقامی آبادی خوش: کم جونگ اُن کی جنوبی کوریا آمد پر کوریائی باشندوں نے خوشی کا اظہار کیا۔ انہوں نے پہلی مرتبہ کم کو دیکھا اور براہ راست سنا۔ اس موقع پر کئی افراد نے خصوصی لباس بھی زیب تن کر رکھا تھا۔ دونوں سربراہان نے جنوبی کوریائی علاقے میں واقع سرحدی گاؤں پان مُون جوم میں قائم ''پیس ہاؤس'' یا ''ایوان امن'' میں ملاقات کی۔

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

ایجادات کی عالمی فہرست میں ایک تہائی خواتین

اقوام متحدہ کی ایک تازہ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ رجسٹر کرائی جانے والی ایجادات کی عالمی فہرست میں خواتین کی شرکت میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اور ان کی تعداد، کل تعداد کے ایک تہائی تک پہنچ گئی ہے۔ تاہم رپورٹ میں خبردار کیا گیا ہے کہ ایجادات کے شعبے میں جنسی تفریق بدستور باقی ہے۔ متاع دانش کے تحفظ کی عالمی تنظیم نے بتایا کہ پچھلے سال اپنی ایجادات کے حقوق رجسٹر کرانے کے لیے دو لاکھ چوبیس ہزار کے لگ بھگ درخواستیں موصول ہوئی تھیں، جن میں خواتین کی تعداد ۳۱ رفی صد ہے۔ اقوام متحدہ کے ادارے کا کہنا ہے کہ ایک عشرے پہلے تک یہ تعداد صرف ۲۳ رفی صد تھی۔ متاع دانش سے متعلق ادارے کے سربراہ فرانس گورے نے وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ تخلیق، ایجاد اور اختراع کے شعبے میں آپ کو دنیا کے ہر حصے میں خواتین کی نمائندگی نظر آئے گی۔ رجسٹریشن سے متعلق عالمی ادارے کے اعداد و شمار کے مطابق ایجادات و اختراعات کے شعبے میں صنف کے لحاظ سے جنوبی کوریا میں خواتین کی کارکردگی سب سے بہتر رہی۔ جب کہ چین کی خواتین دوسرے نمبر پر آئیں۔ اپنی ایجادات کی رجسٹریشن میں دنیا بھر میں سب سے آگے رہنے والے ملک امریکہ میں موجد خواتین کی شرح ۳۳ رفی صد رہی۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ بائیوٹیکنالوجی، فارماسیوٹیکل اور کیمسٹری کے شعبوں میں ایجادات و اختراعات میں خواتین کی نمائندگی نمایاں طور پر زیادہ ہے، خاص طور پر بائیوٹیک کی ۵۸ رفی صد ایجادات کا سہرا خواتین کے سر رہا۔ دوسری جانب میکانیکل کے شعبے میں نمائندگی کے لحاظ سے عورتوں کی شرح سب سے کم تھی، یعنی صرف ۱۴ رفی صد۔ (وائس آف امریکہ)

ایران جوہری معاہدے پر امریکہ اور فرانس کے اختلافات برقرار

ایران کے ساتھ یورپ اور امریکہ کے جوہری معاہدے کے بارے میں صدر ٹرمپ کو جو اعتراضات ہیں، ان کے حوالے سے فرانس کے صدر نے امریکہ کے اپنے دورے میں صدر ٹرمپ کو قائل کرنے کی کوشش کی کہ معاہدے میں بعض ترامیم کے ساتھ اسے برقرار رکھا جائے۔ لیکن صدر ٹرمپ اس سلسلے میں کوئی وعدہ کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ اس سلسلے میں جب برطانوی پارلیمنٹ کے ایوان بالا کے رکن لارڈ نذیر احمد سے سوال کیا گیا کہ یورپ اس سلسلے میں کیا موقف رکھتا ہے تو انہوں نے کہا کہ یورپی یونین اور یورپی ممالک ایران کے ساتھ کئے گئے معاہدے کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں اور انہوں نے کہا کہ وہ سمجھتے ہیں کہ خود امریکہ میں بھی محکمہ خارجہ اور دوسرے متعلقہ ادارے اس کے حق میں ہیں۔ صرف صدر ٹرمپ اسے پسند نہیں کرتے۔ (وائس آف امریکہ)

ایران کے اسی ہزار لڑاکے شام میں سرگرم: اسرائیل

اقوام متحدہ میں اسرائیلی سفیر ڈینی ڈینن نے آج کہا کہ ایران نے کم از کم اسی ہزار لڑاکوں کو بھرتی کیا ہے جنہیں دمشق سے پانچ میل دور واقع ایک تربیتی مرکز میں تربیت دی جارہی ہے۔ اسرائیلی سفیر نے ایک نقشہ کی مدد سے سلامتی کونسل کو بتایا کہ ایران نے شام کے دارالحکومت دمشق سے پانچ میل کی دوری پر ایک ٹریننگ سینٹر قائم کیا ہے جہاں شیعہ لڑاکوں کو تربیت دی جاتی ہے۔ مسٹر ڈینی نے کہا کہ شام میں اسی ہزار سے زائد شیعہ لڑاکے ایران کے کنٹرول میں ہیں اور ان کے اشارے پر کام کر رہے ہیں۔ (یواین آئی)

امریکی وزیر خارجہ کا سعودی عرب، اردن اور اسرائیل کا دورہ

امریکی کے نئے وزیر خارجہ مائیک پومپیو بروسلز میں ہونے والی شمالی اوقیانوس معاہداتی تنظیم (ناٹو) کے اجلاس میں شرکت کے بعد سعودی عرب، اردن اور اسرائیل جائیں گے۔ امریکی وزارت خارجہ کی ترجمان ہیتھر نوآرٹ نے آج یہ اطلاع دی ہے۔ واضح رہے کہ امریکی سینیٹ نے جمعرات کو مسٹر پومپیو کے نام کی وضاحت کر دی جس کے بعد انہوں نے امریکہ نے نئے وزیر خارجہ کے طور پر حلف لیا۔ (یواین آئی)

مسجد الحرام میں اعتکاف کے خواہشمندوں کیلئے اہم اعلان

سعودی عرب میں حرمین شریفین انتظامیہ کی جنرل پریزیڈنسی نے ماہِ رمضان المبارک کے دوران مسجد الحرام میں اعتکاف میں بیٹھنے کے خواہشمند افراد سے درخواستیں طلب کر لی ہیں۔ عرب ٹی وی کے مطابق حرمین شریفین انتظامیہ کی جنرل پریزیڈنسی نے مکہ مکرمہ میں مسجد الحرام میں اعتکاف میں بیٹھنے کی خواہش رکھنے والے افراد سے درخواستیں طلب کر لی ہیں۔ درخواستیں جنرل پریزیڈنسی کی ویب سائٹ کے ذریعے دی جاسکتی ہیں جب کہ درخواست دینے کی آخری تاریخ ۱۵ رشعبان مقرر کی گئی ہے۔ اعلان کے مطابق ۱۶ ر رمضان سے ۲۰ ر رمضان تک اعتکاف کارڈ جاری کیے جائیں گے جب کہ اعتکاف کا سلسلہ ۱۹ ر رمضان سے ماہ رمضان کے اختتام تک جاری رہے گا۔ حرمین شریفین انتظامیہ نے واضح کیا ہے کہ اعتکاف کے سلسلے میں دائر کی گئی درخواستوں کے اندراج کا تعلق مرد حضرات سے ہے، جب کہ اعتکاف کے خواہش مند امیدوار مسجد الحرام کے گیٹ نمبر ۱۱۹ رکے سامنے قائم خصوصی کیبن پر سرکاری خدمات سے بھی استفادہ کر سکتے ہیں۔ (نیوز ایکسپریس)

امریکی عدالت کا سات لاکھ تارکین وطن کو بے دخل نہ کرنے کا حکم

امریکہ کی ایک عدالت نے صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی حکومت کو حکم دیا ہے کہ وہ ان سات لاکھ نوجوان تارکین وطن کو ملک بدر نہ کرے جنھیں ڈریمرز کے نام سے جانا جاتا ہے۔ واشنگٹن ڈی سی کی ایک وفاقی عدالت کے جج جان ڈی بیٹس نے اپنے فیصلے میں ٹرمپ حکومت کی جانب سے ڈیفرڈ ایکشن فار چائلڈ ہڈ ارائیول (ڈاکا) پروگرام کو ختم کرنے کے فیصلے کے بارے میں کہا ہے کہ یہ عملاً ناقابلِ وضاحت اور غیر قانونی ہے۔ جج بیٹس نے کہا کہ محکمہ داخلہ ڈاکا پروگرام کو مارچ سے مرحلہ وار ختم کرنے کے فیصلے کا دفاع کرنے میں ناکام رہا ہے کیوں کہ وہ یہ ثابت نہیں کر سکا کہ یہ پروگرام کیوں غیر قانونی ہے۔ تاہم عدالت نے اپنے فیصلے کو ۹۰ ر روز کے لیے مؤخر کرتے ہوئے محکمہ داخلہ سے کہا کہ وہ تارکینِ وطن کا یہ پروگرام ختم کرنے کی ٹھوس وجوہات ۹۰ ر روز میں عدالت کے سامنے پیش کرے۔ (نیوز ایکسپریس)

مودی حکومت نے فرقہ وارانہ تشدد کو نہیں روکا: امریکی رپورٹ

بین الاقوامی مذہبی آزادی کے امریکی کمیشن نے مذہبی آزادی سے متعلق اپنی سالانہ رپورٹ میں کہا ہے کہ ''ہندو نیشنلسٹ'' گروپوں نے ۲۰۱۷ء میں تشدد کے ذریعہ ہندستان کو بھگوا ملک بنانے کی کوشش کی۔ ۲۰۱۷ء میں ہندستان میں مذہبی آزادی مسلسل زوال پذیر رہی۔ یہ رپورٹ جمعرات جاری کی گئی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ سرکاری اعداد و شمار میں اس بات کی نشاندہی کے باوجود کے فرقہ وارانہ تشدد کے واقعات میں پچھلے دو برسوں میں اضافہ ہوا ہے، نریندر مودی کی انتظامیہ نے اس رخ پر کوئی کارروائی نہیں کی۔ رپورٹ میں الزام لگایا گیا ہے کہ مودی انتظامیہ فرقہ وارانہ تشدد کے بڑے پیمانے پر رونما ہونے والے واقعات کے متاثرین کے ساتھ انصاف کے لئے بھی کچھ نہیں کیا۔ رپورٹ میں یہ دعوی بھی کیا گیا ہے کہ فرقہ وارانہ تشدد کے واقعات اکثر مسٹر مودی کی پارٹی کے لیڈروں کی اشتعال انگیز تقریروں کی وجہ سے پیش آئے۔ رپورٹ کے مطابق ۲۰۱۷ء کے دوران ہندو نیشنلسٹ گروپوں نے تشدد، خوف اور غیر ہندو اور غیر دلتوں کو ہراساں کر کے ہندستان کو بھگوا رنگ میں رنگنے کی کوشش کی۔ اس رپورٹ میں ہندستان کی ٹائر-2 ملک کی حیثیت سے درجہ بندی کی گئی ہے۔ ٹائر-2 ملک وہ ہوتا ہے جہاں مذہبی آزادی کی خلاف ورزیاں ہوتی ہیں۔ ہندستان کے علاوہ افغانستان، آذربائیجان، بحرین، کیوبا، مصر، انڈونیشیا، عراق، قزاقستان، لاؤس، ملیشیا اور ترکی بھی ٹائر-2 ملکوں کے زمرے میں دکھائے گئے ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ہندستان کی کوئی ایک تہائی ریاستی حکومتوں نے مذہب کی تبدیلی یا ذبیحہ گاؤ قوانین کو غیر ہندوؤں کے خلاف استعمال کیا اور تشدد کا رخ بھی مسلمانوں اور دلتوں کی طرف رہا۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ تحفظ گائے کے نام پر ہجوم کے ہاتھوں کم سے کم دس لوگ ۲۰۱۷ء میں مارے گئے۔ غیر ہندوؤں کو گھر واپسی کے نام پر زبردستی ہندو بنایا گیا اور غیر ملکی امداد یافتہ غیر سرکاری تنظیموں کے رجسٹریشن کے ضابطوں کو مذہبی اقلیتی گروپوں کے خلاف اندھا دھند استعمال کیا گیا۔ رپورٹ میں اتر پردیش، آندھرا پردیش، بہار، چھتیس گڑھ، گجرات، اوڈیشہ، کرناٹک، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر اور راجستھان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان دس ریاستوں میں مذہب کی آزادی بڑے پیمانے پر متاثر رہی۔ یہ کمیشن ایک آزاد حیثیت کا حامل سرکاری کمیشن ہے، جو بیرون امریکہ مذہبی آزادی میں خلل کا جائزہ لے کر پالیسی ساز سفارشات کرتا ہے۔ ہندستان نے بہر حال اس کمیشن کے کسی نمائندے کو برسوں سے ہندستان آنے نہیں دیا۔ یہ بات بھی اس رپورٹ میں کہی گئی ہے۔ (یواین آئی)

چین کا ''نیا دور'' اور ہندوستان کا ''نیا ہندوستان'' کا خواب دنیا کے فائدہ کے لئے: مودی

وزیر اعظم نریندر مودی نے چین کے ساتھ نظریاتی یکسانیت پر زور دیتے ہوئے آج کہا کہ صدر شی جن پنگ کا ''نیا دور'' کا خواب اور ان کے ''نئے ہندوستان'' کی کوشش دنیا کے فائدہ کے لئے صحیح سمت میں قدم ہے۔ ہندوستان اور چین کے درمیان ۱۹۶۲ء کے بعد پہلی مرتبہ باہمی رشتوں کی نئی کہانی لکھنے کی تاریخی کوشش کے طور پر دیکھی جارہی اس غیر رسمی چوٹی میٹنگ کو ''دل سے دل تک'' کہا جارہا ہے۔ چین کے ہووئی صوبہ کے اہم صنعتی شہر ووہان کے ہووئی صوبائی میوزیم میں ایسٹ لیک گیسٹ ہاؤس میں دو پہر بعد دونوں لیڈروں کے درمیان خیر سگالی کے ماحول میں میٹنگ شروع ہوئی۔ چین کے صدر نے مسٹر مودی کا گرم جوشی سے خیر مقدم کیا۔ اس موقع پر دونوں لیڈروں نے ہندوستان اور چین کے باہمی تعلقات کو مستحکم کرنے کے سلسلے میں تبادلہ خیال کیا۔ اس ملاقات میں دونوں طرف سے انٹر پریٹر موجود تھے۔ نریندر مودی نے بات چیت کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستان اور چین دونوں کی خصوصیت رہی ہے کہ دونوں تہذیبوں کا فروغ ندیوں کے کنارے ہوا ہے۔ اس کا پانچ ہزار سال کا تاریخ ہے۔ انہوں نے کہا کہ ووہان شہر میں انہیں گجرات کے وزیر اعلی کے طور پر مطالعاتی دورے پر آنے کا موقع ملا تھا۔ (یواین آئی)

اندو ملہوترا نے سپریم کورٹ کی جج کے طور پر حلف لیا

سینئر ایڈووکیٹ اندو ملوترا نے سپریم کورٹ کی جج کے طور پر آج حلف لیا۔ چیف جسٹس دیپک مشرا نے محترمہ ملہوترا کو عہدے اور راز داری کا حلف دلایا۔ اس کے ساتھ ہی سپریم کورٹ میں ججوں کی تعداد 25 ہوگئی۔ سپریم کورٹ کی تاریخ میں جسٹس ملہوترا ساتویں خاتون جج ہیں۔ اس وقت سپریم کورٹ میں جسٹس ملہوترا سمیت دو خاتون جج ہوگئی ہیں۔ وہ وکیل سے براہ راست سپریم کورٹ کی جج بننے والی پہلی خاتون ہیں۔ (یواین آئی)

سول سروس امتحانات۔2017 کے نتائج کا اعلان

سنٹرل پبلک سروس کمیشن امتحان ۲۰۱۷ء کے نتائج کا جمعہ کے روز اعلان کر دیا گیا۔ بی آئی ٹی ایس پلانی سے الیکٹرونکس اور کمیونکیشن انجینئرنگ میں حیدرآباد کے انو دیپ دوری شیٹی نے پہلا مقام حاصل کیا ہے۔ (یواین آئی)

ہندوستان میں آکسی ٹاسن تیار کرنے، فروخت اور درآمد کرنے کی ضابطہ بندی

صحت و خاندانی بہبود کی وزارت نے گھریلو استعمال کے لئے آکسی ٹاسن دوا تیار کرنے کا کام صرف سرکاری شعبے کے لئے محدود کر دیا ہے۔ وزارت نے آکسی ٹاسن اور اس کے فارمولیشنز کو درآمد کرنے پر بھی پر پابندی لگا دی ہے۔ ہما چل پردیش ہائی کورٹ، شملہ نے ۱۵ ر مارچ ۲۰۱۶ء کے اپنے فیصلے میں کہا تھا کہ آکسی ٹاسن دوا بڑے پیمانے تیار اور فروخت کی جاتی ہے اور اس کا غلط استعمال کیا جارہا ہے اور جو کہ جانوروں اور انسانوں دونوں کے لئے بے حد مضر ہیں۔ (یواین آئی)

اوپن اسکول والے بھی دے سکیں گے NEET کا امتحان

دہلی ہائی کورٹ نے سی بی ایس ای سے کہا ہے کہ وہ نیشنل الی جبلٹی کم انٹرنس ٹیسٹ (NEET) میں اوپن اسکول میں پڑھنے والے طلبہ و طالبات کو بھی بیٹھنے کی اجازت دے، ساتھ ہی پچیس سال سے زیادہ عمر کے جنرل کیٹگری کے طلبہ کو بھی انٹرنس ٹیسٹ میں بیٹھنے کی اجازت دی جائے۔ کورٹ نے اس معاملہ میں دائر ایک اپیل پر فیصلہ محفوظ رکھتے ہوئے کہا کہ نیٹ کا نتیجہ عدالت کے فیصلہ پر منحصر ہوگا۔ اپیل کنندہ کے وکیل نے کہا کہ سنوائی کے بعد ہائی کورٹ نے فیصلہ محفوظ کر لیا ہے اور ان سبھی طلبہ کو امتحان میں بیٹھنے کی اجازت دی ہے جنہوں نے اوپن اسکول سے بارہویں کی پڑھائی پوری کی ہے۔

طب وسائنس

سی ٹی اسکین

جسم کے اندرونی حصہ میں مرض کی شناخت کے لیے آج سی ٹی اسکین کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔بغیر کسی امتحانی رپورٹ کے آج کوئی بھی ڈاکٹر علاج کرنے کو تیارنہیں ہوتا اور پھر ایک طریقہ سے کیے گئے امتحان کی رپورٹ کو بھی بعض اوقات ڈاکٹر قبول کرنے سے ہچکچاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس کے مختلف پہلوان کی نظروں کے سامنے آئیں تو پھر سی ٹی اسکین ضروری ہوجاتا ہے۔ایک زمانے میں ایکسرے کی مدد سے ہی بہت سارے آپریشن یا علاج ہوجاتے تھے۔ایکسرے صرف مقابل کے پہلو کو ہی ظاہر کرتے ہیں لیکن ڈاکٹر اپنی مہارت سے علاج یا آپریشن کرتے تھے۔آج کے ترقی یافتہ دور میں ڈاکٹر کوئی خطرہ مول لینا نہیں چاہتے' وہ چاہتے ہیں کہ متاثرہ مقام کا ہر پہلوان کے سامنے موجود ہو جس کے لیے سی ٹی اسکین Computed Axial Tomography کروایا جاتا ہے جس کی مدد سے ایک ہی وقت میں متاثرہ حصہ کے مختلف پہلو سے کئی تصاویر سامنے آجاتی ہیں۔

تصویر کس طرح حاصل کی جاتی ہے ؟

سی ٹی اسکین کروانے کے لیے مریض کو ایک ٹیبل پر لٹا کر ایکسرے کے نیچے پہنچایا جاتا ہے جسے گیانٹری کہتے ہیں اس کے بعد جس حصہ کی تصاویر حاصل کرنا ہو اس حصہ پر ایکسریز شعاعیں چھوڑی جاتی ہیں تو مشین گھومتے ہوئے تصاویر حاصل کرتا ہے ان شعاعوں کو ضرورت کے مطابق جسم میں پہنچایا جاتا ہے۔بعض شعاعیں جسم کے پار ہوجاتی ہیں تو بعض جسم کے ایک حد تک پہنچ کر ٹھہر جاتی ہیں اور بعض اوپری حصہ میں ہی کارکرد رہتی ہیں۔ جو شعاعیں جسم کے پار ہوجاتی ہیں ان کو ڈیٹکٹر کی مدد سے کمپیوٹر کو پہنچایا جاتا ہے۔کمپیوٹر عضو کے مختلف پہلو کی تصاویر کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کی شکل میں ظاہر کرتا ہے۔

کب ضرورت پڑتی ہے ؟ ویسے تو سی ٹی اسکین سے جسم کے ہر عضو کی تصویر اتاری جاسکتی ہے لیکن بعض حالات میں جہاں دوسرے طریقے ناکام ثابت ہوتے ہیں۔سی ٹی اسکین کامیابی سے تصاویر نکالتا ہے۔خصوصیت سے ہڈیوں کی بناوٹ اور سختی کی جانچ میں تو یہ بہت کارآمد ثابت ہوا ہے۔حادثات کے بعد جانچ کے لیے تو سی ٹی اسکین کا ثانی نہیں۔ دماغ کی تصاویر اتارنے کے بعد صاف پتا چل جاتا ہے کہ سر کی ہڈیوں میں کہاں فریکچر ہے۔دماغ میں کہاں خون جم گیا ہے یا دماغ کو کہاں نقصان یا صدمہ پہنچا ہے' خون کی کونسی رگیں پھٹ گئی ہیں وغیرہ۔☆ دورہ اور فالج کے مریضوں میں زیادہ تر دماغی کیفیت ایم آر آئی امتحان سے معلوم کی جاتی ہے لیکن سی ٹی اسکین کی بات ہی کچھ اور ہے اس کا خرچہ بھی کم ہے۔☆ ناک میں سائی نس (Sinus) کے جو خانے ہوتے ہیں وہ سی ٹی اسکین سے صاف نظر آتے ہیں۔سائنوسائٹس کے مریضوں میں اس اسکین کی مدد سے معلوم کیا جاتا ہے کہ کتنے خانے فاسد مواد کی وجہ مکمل یا جزوی طور پر بند ہوگئے ہیں۔فاسد مادہ کی مقدار کیا ہے اس لیے تو کان' ناک اور حلق کے ماہر ڈاکٹر سائی نس یا کان کا آپریشن کرتے وقت سی ٹی اسکین کی تصاویر سے استفادہ کرتے ہیں جس میں کان سے پیپ کا بہنا' آنکھوں میں چکر' کان کے اندرونی و درمیانی حصہ کی تصاویر صاف اور واضح شکل میں آجاتی ہیں۔

☆ پھیپھڑوں کے تمام پہلو پر نظر ڈالنے کے لیے سی ٹی اسکین اکیلی سہولت ہے۔پھیپھڑوں میں پانی موجود نہیں ہوتا اور صرف ہوا رہتی ہے اس لیے ایم آر آئی اسکین میں واضح تصاویر نہیں آتی ہیں' اس لیے وہ اتنا کارآمد نہیں جتنا کہ سی ٹی اسکین ہوتا ہے۔پھیپھڑوں کا جب ایکسرے کروایا جاتا ہے تو نقص معلوم ہوجاتا ہے لیکن وہ پھیپھڑے کے کس مقام پر ہے اس کا صحیح پتا نہیں چلتا جبکہ سی ٹی اسکین پھیپھڑوں کے ٹکڑے یا حصے کرکے کئی تصاویر اتارتا ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ نقص کس مقام پر ہے۔☆ دل کو خون پہنچانے والی رگیں جب بند ہوجاتی ہیں تو رنگین مادہ رگوں میں پہنچا کر بند رگ کے مقام کا پتا چلانے یعنی انجیوگرافی میں سی ٹی اسکین بے انتہا مددگار رہتا ہے۔☆ بدن میں کینسر کے مقام کا پتا چلانے اور یہ معلوم کرنے میں کہ وہ کس درجہ میں ہے سی ٹی اسکین اہم ذریعہ ہے۔☆ پیٹ میں موجود اہم اعضا جیسے جگر' تلی' گردے وغیرہ کی بیماریوں کا پتا چلانے میں سی ٹی اسکین کی بہت اہمیت ہے۔دوسرے ذرائع جیسے کولونو اسکوپی' انڈو اسکوپی کے ذریعہ جن بیماریوں کا پتا نہیں چلتا وہ سی ٹی اسکین سے پہچانے جاتے ہیں۔

مشنریز: 1970ء میں بنائے گئے سی ٹی اسکین سے کسی عضو کی تصویر اتارنے میں پندرہ سے بیس منٹ لگتے تھے' نئے ماڈل کے سی ٹی اسکین صرف تین منٹ کا وقت لے رہے ہیں۔ترقی یافتہ ممالک میں استعمال ہونے والے سی ٹی اسکین جنہیں ملٹی ڈیٹکٹر اپرل سی ٹی اسکین کہتے ہیں' اس کے ذریعہ سارے جسم کا اسکین ۶ سے ۱۰ سیکنڈ میں ہوجاتا ہے۔اس اسکین میں بیمار کے اطراف گھومنے والا کیمرہ ایک سیکنڈ میں ۴۶ مرتبہ گھومتا ہے اس کی قیمت انڈین کرنسی میں ۱۰ کروڑ روپے تک ہوتی ہے۔فی الوقت ہمارے ہاں دستیاب اسکین مشین کے کیمرہ ایک سیکنڈ میں ۲ سے ۱۶ مرتبہ گھومتے ہیں۔

احتیاط: سی ٹی اسکین میں بھی ایکسرے شعاعیں ہی استعمال ہوتی ہیں اس لیے حاملہ عورتوں کو چاہیے کہ وہ حمل کے بارے میں ریڈیالوجسٹ کو پہلے بتلادیں ورنہ ایکسرے شعاعوں سے پیٹ میں موجود بچہ کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔اس لیے بطور احتیاط کسی صورت بھی سی ٹی اسکین کرانے سے بچیں۔گردوں' پیٹ کی بیماری معلوم کرنے یا انجیوگرافی کرتے وقت جسم میں رنگین دوا چڑھانا پڑتی ہے اس لیے الرجی یا استھما کے مریض کو چاہیے کہ وہ اپنی کیفیت پہلے ہی ڈاکٹر کو بتادے۔(بحوالہ: سائنس اینڈ ٹیکنالوجی ڈاٹ کام)

ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ — راشد العزیزی ندوی

حدیث شریف کے بغیر قرآن مجید نہیں سمجھ سکتے: مفتی نذر توحید مظاہری

امارت شرعیہ پھلواری شریف کے زیراہتمام چلنے والا دینی ادارہ دارالعلوم الاسلامیہ گون پورہ میں ختم بخاری شریف کی ایک پروقار تقریب سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا مفتی نذر توحید مظاہری شیخ الحدیث جامعہ رشیدالعلوم چترا نے کہا کہ امام بخاری نے ۱۶ سال کی طویل مدت میں بخاری شریف کو مکمل کیا، جس میں ۷۲۶۲ صحیح احادیث کے جمع کرنے کا اہتمام کیا جب امام بخاری حدیث نقل فرماتے تو باوضو ہوتے اور حدیث کے رواۃ پر گہری فنی نظر دوڑاتے ان کے اسی کمال احتیاط کا نتیجہ ہے کہ اللہ نے بخاری شریف کو پوری دنیا میں قبولیت عطا کی اور دنیا نے تسلیم کیا کہ کتاب اللہ کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب بخاری شریف ہے، مولانا مظاہری نے آخری حدیث کا درس دیتے ہوئے فرمایا کہ حدیث کے بغیر قرآن مجید نہیں سمجھ سکتے کیونکہ قرآن نے نماز پڑھنے کا حکم دیا اور پڑھنے کا طریقہ رسول اللہ نے بتلایا انہوں نے طلبہ سے کہا کہ دنیا کی ایجادات وانکشافات سے آپ احساس کمتری میں مبتلا نہ ہوں قرآن وحدیث نے ساری چیزوں کو واضح کر دیا۔ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے فرمایا کہ ہمارے لئے قرآن وحدیث بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں، قرآن متن ہے اور حدیث اس کی تشریح ہے جس میں بہت سے اسرار وحکم کو بیان کیا گیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے ہر گوشہ میں امت کی رہنمائی کی ہے، ناظم صاحب نے طلبہ سے کہا کہ آپ گھر کے ماحول کو سنت وشریعت کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں اور گھر والوں کے سامنے روزانہ ایک حدیث معنی مفہوم کے ساتھ سنائیں اس سے گھر میں خیر وبرکت نازل ہوگی اور آپ اجر وثواب کے مستحق ہوں گے۔نائب ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی نے کہا کہ دنیا کی تمام قوموں میں امت مسلمہ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک طریقہ واسوۃ کو جمع کرنے اور زندگی میں اس کو جاری وساری کرنے کا اہتمام کیا حتی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک تک کو محفوظ کردیا، اب ضرورت یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات وپیغام کو عام کیا جائے اور دنیا کے سامنے رسول اللہ کے طریقہ زندگی کو واضح طور پر پیش کیا جائے، اللہ کا شکر ہے کہ دارالعلوم الاسلامیہ میں درس حدیث کا بڑا اہتمام ہے یہاں تعلیمی ترقی ہورہی ہے، اور یہ ادارہ مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی کی فعال قیادت میں آگے بڑھ رہا ہے، مولانا مفتی وصی احمد قاسمی نائب قاضی امارت شرعیہ نے کہا کہ دارالعلوم الاسلامیہ ایک ننھا سا پودا تھا جواب سایہ دار درخت کی مانند پھیلتا جارہا ہے، اس ادارہ نے ۱۸ر سال کے عرصہ میں جو نمایاں ترقی حاصل کی اس کے پس پردہ اکابر امارت شرعیہ کا اخلاص اور انتظامیہ واساتذہ کرام کی کاوشیں شامل رہی ہیں، انہیں بزرگوں کی محنت کا نتیجہ ہے کہ آج یہاں بخاری شریف تک تعلیم ہورہی ہے، جب تعلیم میں کوالیٹی ہوتی ہے، تو لوگوں کی توجہ بھی ادارہ کی طرف ہوتی ہے، آج مدرسہ کو دارالاقامہ کی سخت ضرورت ہے، ٹین کی چھت کے نیچے طلبہ پڑھتے ہیں اس لئے آپ تمام حضرات اس کے تعمیری منصوبوں میں مالی تعاون فرمائیں، مولانا سہیل اختر قاسمی نائب قاضی امارت شرعیہ نے کہا کہ اس وقت ہم لوگ ایک بابرکت مجلس میں جمع ہیں، آج یہاں بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس دیا جائے گا، ہم سب لوگ سنت وشریعت سے وابستہ رہ کر زندگی گزاریں اللہ نے ہمیں اسلام کی وجہ سے عزت بخشی انہوں نے دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس کی کامیابی پر شرکاء کو مبارکباد دی اور کہا کہ انشاء اللہ یہ تحریک جاری رہے گی۔دارالعلوم الاسلامیہ کے سکریٹری نائب ناظم امارت شرعیہ مولانا سہیل احمد ندوی نے دارالعلوم کی تعلیمی پیش رفت بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت آپ مدرسہ میں جو کچھ تعلیمی سرگرمیاں دیکھ رہے ہیں وہ سب آپ حضرات کے مخلصانہ تعاون کا نتیجہ ہے اس وقت دارالعلوم سے متصل ۱۷ ارڈسمل اراضی کی خریداری کا منصوبہ ہے اور اس کے لئے ابتدائی گفت وشنید بھی مکمل ہوگئی ہے، مجھے آپ حضرات سے قوی امید ہے کہ آپ اس کے لئے خصوصی تعاون فرمائیں گے۔ختم بخاری شریف کے اس پروقار تقریب کی ابتداء میں دارالعلوم الاسلامیہ کے طلبہ نے ادبی وثقافتی پروگرام بھی پیش کیا، اردو، عربی، انگریزی، ہندی زبانوں میں تقریریں کیں اور مکالمے پیش کئے جس سے سامعین بہت محظوظ ہوئے اور طلبہ کے لئے نیک تمناؤں کا اظہار کیا، اس موقعہ پر مدرسہ کے ایک طالب علم نے مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی مدظلہ کی شان میں نذرانہ عقیدت بھی پیش کیا جس کو لوگوں نے بے حد پسند کیا، مفتی شکیل احمد قاسمی نے نظامت کے فرائض انجام دیئے۔آخر میں مولانا نذر توحید مظاہری نے درس بخاری کے بعد اجتماعی طور پر دعاء کرائی۔

حج 2018ء کے لئے حج رقم کی دوسری قسط کا اعلان

پٹنہ، مورخہ 24 اپریل۔ بہار ریاستی حج کمیٹی کے چیف ایکزیکیوٹیو افسر محمد راشد حسین نے اپنے پریس اعلانیہ کے ذریعہ مطلع کیا ہے کہ حج کمیٹی آف انڈیا کے سرکولر نمبر 20، مورخہ 23.04.2017 کے مطابق حج 1439ھ بمطابق 2018ء کے لئے حج رقم کی دوسری قسط کا اعلان کردیا گیا ہے۔گرین کیٹگری کے عازمین حج کے لئے مجموعی خرچ 2,77,800 روپئے اور عزیزیہ کیٹگری کے عازمین حج کے لئے مجموعی خرچ 2,43,650 ہورہا ہے۔ گرین کیٹگری کے عازمین حج کو مزید 1,96,800 روپئے اور عزیزیہ کیٹگری کے عازمین حج کو 1,62,650- روپئے دوسری قسط کی شکل میں اور بچوں (Infant) کے لئے 13,100 روپئے جمع کرنا ہوگا۔شیعہ عازمین حج جنہوں نے اپنی میقات جحفہ منتخب کیا ہے انہیں اضافی 100 ریال کے مساوی 1760 روپئے مزید جمع کرنے پڑیں گے۔لہذا شیعہ عازمین حج کو دوسری قسط کی شکل میں گرین کیٹگری کے لئے 1,98,560 اور عزیزیہ کیلئے 1,64,410 روپے جمع کرنا ہوگا۔جن عازمین حج نے قربانی کے لئے اضاحی کوپن IDB بینک سے حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے، انہیں دوسری قسط کے ساتھ 8,000 روپئے فی کس اضافی رقم قربانی کے لئے جمع کرنا ہوگا۔ دوسری قسط کی رقم حج کمیٹی آف انڈیا کے اسٹیٹ بینک آف انڈیا (State Bank of India) کے اکاؤنٹ نمبر 32175020010 (FEETYPE-25) یا یونین بینک آف انڈیا (Union Bank of India) کے اکاؤنٹ نمبر 318702010406009 (Haj Account) میں پے ان سلپ کے ذریعہ کور بینکنگ کی سہولت والے کسی بھی شاخ میں 23 مئی 2018ء سے پہلے جمع کرنا لازمی ہے۔جن عازمین حج کے پاس پین کارڈ (PAN Card) نہیں ہے وہ حج رقم کی دوسری قسط جمع کرنے کے موقع پر متعلقہ برانچ کے ذریعہ پین نمبر مانگنے پر فارم (Form 60) پُر کرکے جمع کردیں۔جن عازمین حج کو آن لائن رقم جمع کرنا ہے وہ www.hajcommittee.gov.in پر اپنا رقم جمع کرسکتے ہیں۔عازمین کا بینک ریفرینس نمبر وہی رہے گا جو پہلی قسط کے جمع کرتے وقت استعمال کیا گیا تھا۔یاددہانی کے لئے واضح کیا جاتا ہے کہ اگر کسی عازمین حج کا کور نمبر BRF-200-3-0 ہے تو ان کا بینک ریفرنس نمبر 2018BRF-200 ہوگا۔ حج رقوم کی دوسری قسط جمع کرنے کی آخری تاریخ 23 مئی 2018 ہے۔حج 2018 کے لئے درخواست دینے والے ریاست کے تمام عازمین حج سے مخلصانہ اپیل ہے کہ وہ حج رقوم کی دوسری قسط اپنی سہولت کے اعتبار سے معینہ آخری تاریخ سے پہلے جمع کردیں۔

تصویرِ وطن اور مسلمانوں کا لائحہ عمل

مولانا محمد شعیب ندوی، علی گڑھ

ہندوستان ایک زرخیز، سرسبز وشاداب ملک ہے، مختلف تہذیب وثقافت کا گہوارہ ہے، متنوع مذاہب ومسالک کے ماننے والے یہاں آباد ہیں، یہاں کی گنگا جمنا تہذیب کا پوری دنیا میں شہرہ ہے، اس کی رواداری کی مثال دی جاتی ہے، یہاں کا دستور وقانون تمام مذاہب کے ماننے والوں کے برابران کے حقوق دیتا ہے، یہاں قسم قسم کے میوے، قدرتی خزانے پائے جاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اس کو سونے کی چڑیا کہا جاتا تھا، اس چڑیا کا شکار کرنے اوراس کو غصب کرنے کے لیے انگریزوں نے اپنا جال بچھایا اوراس کو شکار کرنے میں کامیاب ہوگئے، ہندوستانیوں کی مسلسل جدوجہد، بے شمار قربانیوں کے نتیجے میں یہ ملک غاصبانہ طاقتوں سے آزاد ہوا، آزادی کے بعد دومکتب فکرعیاں ہوئے، ایک گاندھی سیکولر مکتب فکر تھا، دوسرا گوڈسے کا تھا، اس وقت گاندھی کے مکتب فکر کو ترقی ملی اوروہ اپنے عروج پر پہنچنے کے بعد زوال کا شکار ہوا، گوڈسے کے مکتب فکر کو ۲۰۱۴ء میں زبردست کامیابی ملی، زبردست اکثریت کے ساتھ بھونچال مچاتے ہوئے اقتدار میں آیا، چنانچہ اس کے اقتدار میں آنے کے بعد ملک کی تعمیر کے بجائے تخریب کی طرف جانے لگا اور مسلسل جارہاہے اگر سیکولر ذہن کے اشخاص آگے نہ بڑھے اوراس کا کوئی تدارک نہ کیا گیا تو بھیانک نتائج کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے؛ کیوں کہ آج ملک کی گنگا جمنا تہذیب کو مذہبی اختلاف اورانتشار پیدا کرکے تار تار کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں، ارباب اقتدار کی آئے دن اشتعال انگیزیاں، زہرافشانیاں ہوتی رہتی ہیں، جس کی وجہ سے ملک میں خوف وہراس کا ماحول بن گیا ہے، تمام لوگوں کو ظالمانہ وجابرانہ طریقے سے ایک ہی تہذیب میں رنگنے کی کوشش کی جارہی ہے، زبردستی ایک ہی ثقافت تھوپی جارہی ہے، جس کے لیے مختلف طریقے استعمال، اقتدار اعلیٰ کے معتقدین ومعتمدین مظالم ڈھارہے ہیں، خاص طور پر اقلیتوں پر طرح طرح سے حملے کئے جارہے ہیں، ملک میں اپنی ناکامیوں پر پردہ ڈالنے کے لیے مسلمانوں کے مذہبی مسائل اچھالے جارہے ہیں، تشدد ومنافرت کو پیدا کیا جارہا ہے، ان کو نت نئے حربے استعمال کرکے موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے، گئو رکشک کے نام پر ایک گروہ کیا کیا مظالم ڈھارہا ہے، یہ بات سب پر عیاں ہے، لوجہاد کے ذریعے مسلم نوجوانوں کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے ڈالا جارہا ہے، دہشت گردی کے نام پر نسل نو کو مشق ستم بنایا جارہا ہے، چند نام نہاد مسلمانوں کو بنیاد بنا کر شریعت میں مداخلت کی جارہی ہے، اقلیتوں کے تمام حقوق پامال کئے جارہے ہیں، قانونی بالادستی کے بجائے قانون شکنی کی جارہی ہے، خاکی وردی کا قہر عروج پر ہے، مسلمانوں کے تعلیمی اداروں سے ویڈیوگرافی کے ذریعے حب الوطنی کا ثبوت مانگا جارہا ہے، وندے ماترم، راشٹریہ گان کے مسئلے کو اچھال کر ملک میں عدم تحفظ، بے اطمینانی پیدا کی جارہی ہے، قدرتی آفات ومصائب کو نظرانداز کیا جارہا ہے، بھیڑ کے ذریعے مسلمانوں اور دلتوں کو لقمہ اجل بنایا جارہا ہے، ملک کی اقتصادی حالت بد سے بدتر ہوتی جارہی ہے، اشیا کی گرانی آسماں چھورہی ہے، الغرض انسانیت کو قتل کیا جارہا ہے، اس صورتحال میں اگر کسی انقلاب وصحیح ترجمانی کی کسی سے امید تھی تو وہ میڈیا ہے؛ لیکن افسوس صد افسوس کہ اس نے بھی دورخاپن اپنایا، اپنے ضمیر کو فروش کرکے یکطرفہ زہر کو مکھن لگا کر پیش کرنے کا کام انجام دے رہا ہے، حکومت کے خلاف اٹھنے والی ہر صدا کو دیش دروہی، دہشت گردی سے جوڑنے میں ذرا بھی تاخیر نہیں کرتا، اس کی کٹھ پتلی بنا ہوا ہے، اس کے علاوہ بے باک، حقیقت پسند صحافیوں کا دن دہاڑے قتل عام کیا جارہا ہے، جمہوریت کا قتل ہی نہیں؛ بلکہ اس کے خاتمے کی منصوبہ بندی مکمل ہوچکی ہے، اس تشویشناک صورتحال میں مسلمانوں کے لیے چند تجاویز لائحہ عمل پیش کئے جاتے ہیں۔

محاسبہ نفس: مسلمانوں کو چاہئے کہ پہلے تو انفرادی طور پر اپنا ذاتی محاسبہ کریں، ایمانی قوت کو مزید مضبوط کریں، تعلق مع اللہ میں اضافہ کریں، ہمہ وقت اللہ پر اعتماد وتوکل، اس کی مدد ونصرت کے طالب رہیں، ان آیات کو پیش نظر رکھیں: ﴿**ولا تحسبن اللّٰہ غافلا عما یعمل الظالمون**﴾ یہ ہماری ابتلا وآزمائش ہے، یہی سچے مومنین کی شناخت ہوتی ہے، جو خطرات میں الٹے پیر نہیں پھیرتا، اس طرح ارشاد ربانی ہے: ﴿**المہ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون**﴾ اس پر اعتماد ویقین رکھیں۔

مسلکی اختلافات کو بالائے طاق رکھنا: محاسبہ نفس کے بعد مسلکی اختلافات کو پس پشت ڈال کر متحد ومتفق ہوجائے؛ کیوں کہ ہماری کمزوری وبے بسی یہی ہے کہ ہمارا شیرازہ منتشر ہے، جس کی وجہ سے دشمن کو شکار کرنے میں ذرا بھی محنت کرنی نہیں پڑتی، ہمارا حال یہ ہے کہ اگر ہمارا مسلمان بھائی کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے تو سوچ کر ہم پہلو تہی اختیار کرلیتے ہیں کہ یہ ہمارے مسلک وفرقے کا نہیں ہے، یہ بات یاد رکھئے کہ آج وہ مصیبت سے دوچار ہے تو کل آپ کی باری آسکتی ہے، اس وقت سخت ضرورت ہے کہ ہم اپنے باہمی اختلافات وتشاجرات کو بالائے طاق رکھ کر ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوں، اس وقت اگر ہم بیدار نہ ہوئے تو ہمارا مستقبل بڑا تاریک ہے۔

سیاسی میدان میں مسلم لیڈروں کو اتارنا: مسلمانوں کو اس طرف بھی خاص طور پر توجہ دینی چاہئے کہ سیاست کے میدان میں مسلم رہنما تیار کریں اور موجودہ لیڈروں کو ترقی دیں، تاکہ حکومت کے ایوانوں میں جو سازشیں اور تخریبی منصوبہ بندی ہوتی ہے، اس پر قدغن لگے اور ہماری صحیح ترجمانی ہو۔

عصری اور دینی تعلیم سے آراستہ: سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ آج نسل نو کو عصری ودینی تعلیم سے آراستہ کرایا جائے؛ کیوں کہ ہر قوم کے نوجوان ہی اس کا مستقبل ہوتے ہیں، اگر کسی قوم کو ہلاک وتباہ کرنا ہو تو اس کے نوجوانوں میں تعلیم سے بے رغبتی، فحاشی وعریانی کو عام کردو۔

اقتصادی حالت بہتر بنانا: اسی طرح مسلمانوں کو اپنی معاشی حالت درست کرنے کے لیے اپنی ذاتی کمیٹیاں قائم کرنی چاہئے، یا دیگر ذرائع اپنا کر اقتصادی حالت کو مستحکم کرنا چاہئے۔

ذرائع ابلاغ کا انتظام: اس پُرخطر ماحول میں جو سب سے کلیدی رول ادا کرنے والی شئے ہے، وہ ہے میڈیا، آج میڈیا جو کہہ دے، وہی برحق ہے، لہذا مسلمانوں کو صحافت کے میدان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہئے، اس میں ایسے نوجوانوں کو آگے بڑھنا چاہئے، جو خوددار ہوں، جن کی طرف حرص وطمع کی آنکھ بھی نہ اٹھ سکیں، تمام مسلمانوں کو اجتماعی طور سے مسلمان اوراسلام کی صحیح ترجمانی کے لیے حالات کا صحیح جائزہ لینے اوران سے باخبر کرنے کے لیے ایک چینل کا انتظام کرنا چاہئے، جتنی بھی تحریکیں وتنظیمیں ہیں، ان کو آپس میں متحد ہوکر رفاہی کام کرنا چاہئے، ان کا دائرہ مزید وسیع کرنا چاہئے، اس کے ساتھ برادران وطن کے ذہنوں میں جو مسلمان اوراسلام کے تعلق سے شکوک وشبہات ہیں، جو مسموم فضا بنی ہوئی ہے، اس کو محبت کے انداز میں رفع کرنا چاہئے۔ دینی مدارس ومکاتب کو تنگ نظری وتعصب سے پاک ہوکر وسیع پیمانے پر اپنی خدمات کو انجام دینا چاہئے، آپسی انتشار کے باعث بننے والے شعبہ جات کو ختم کردینا مناسب ہوگا، ان تمام اسباب ووسائل کے اختیار کرنے کے بعد آخر میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے پُرامید ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس حالت کو بدل دے، ہمارے لیے زمین کو کشادہ کردے، امن وسلامتی قائم فرمادے۔

ماہ شعبان اور شب برأت

☆ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رمضان کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی پورے مہینے کے روزے رکھتے نہیں دیکھا، سوائے شعبان کے کہ اس کے تقریباً پورے دنوں میں آپ روزہ رکھتے تھے۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

☆ حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ سے سوال کیا کہ میں نے آپ کو شعبان سے زیادہ کسی اور مہینے میں (نفلی) روزہ رکھتے نہیں دیکھا۔ رسول اللہا نے فرمایا کہ یہ رجب اور رمضان کے درمیان واقع ایک مہینہ ہے جس کی برکت سے لوگ غافل ہیں۔ اس ماہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اعمال پیش کئے جاتے ہیں، میری خواہش ہے کہ میرے اعمال اس حال میں پیش ہوں کہ میں روزہ سے ہوں۔ (نسائی، الترغیب والترھیب ص ۵۲۴، مسند احمد، ابوداؤد ۲۰۲/۷۶)

☆ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہؐ شعبان کے تقریباً مکمل مہینے میں روزہ رکھتے تھے۔ میں نے پوچھا کہ کیا آپ کو شعبان کے روزے بہت پسند ہیں؟ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس سال انتقال کرنے والوں کے نام اس ماہ میں لکھ دیتا ہے۔ میری خواہش ہے کہ میری موت کا فیصلہ اس حال میں ہو کہ میں روزہ سے ہوں۔ (رواہ ابویعلی وھو غریب اسنادہ وحسن)

☆ حضرت معاذ بن جبلؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پندرہویں شب میں تمام مخلوق کی طرف تجلی فرماتا ہے اور ساری مخلوق کی سوائے مشرک اور بغض رکھنے والوں کے سب کی مغفرت فرماتا ہے۔ (صحیح ابن حبان، طبرانی)

☆ حضرت عثمان بن ابی العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: پندرہویں شب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز لگائی جاتی ہے کہ ہے کوئی مغفرت مانگنے والا کہ میں اس کے گناہوں کو معاف کروں؟ ہے کوئی سوال کرنے والا کہ میں عطا کروں؟ ہر سوال کرنے والے کو میں عطا کرتا ہوں، سوائے مشرک اور زنا کرنے والے کے۔ (اخرجہ البیہقی فی شعب الایمان)

☆ حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ میں نے ایک رات رسول اللہؐ کو اپنے پاس نہ پایا تو میں آپ کی تلاش میں نکلی، آپ بقیع میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا: کیا تمہیں ڈر تھا کہ اللہ اور اسکے رسول تم پر ظلم کریں گے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے گمان ہوا کہ آپ دیگر ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے گئے ہوں گے۔ تو آپ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ پندرہویں شعبان کی شب کو نچلے آسمان پر نزول فرماتا ہے اور قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد میں لوگوں کی مغفرت فرماتا ہے۔ اور اس رات میں بے شمار لوگوں کی مغفرت کی جاتی ہے مگر مشرک، عداوت کرنے والے، رشتہ توڑنے والے، تکبرانہ طور پر ٹخنوں سے نیچے کپڑا پہننے والے، والدین کی نافرمانی کرنے والے اور شراب پینے والے کی طرف اللہ تعالیٰ کی نظر کرم نہیں ہوتی۔ (مسند احمد ۸۳۲/۶، ترمذی: ابواب الصیام)

بقیہ انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا؛ احتیاطی تدابیر .... لیکن اسی خاصیت کی بدولت نوجوانوں کی نامناسب یا قابل اعتراض مواد تک رسائی بھی ممکن ہوجاتی ہے، جو ان کے ذہنوں پر منفی اثرات مرتب کرتی ہے، دنیا میں نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد صرف انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کی بنا پر بہ آسانی غیر اخلاقی مواد تک رسائی حاصل کرلیتی ہے، جو ان کی ذہنی نشو ونما میں رکاوٹ اور غیر اخلاقی حرکات کا مرتکب بناتی ہے، امریکہ اور دیگر یورپین ملکوں میں کم سنی میں جنسی تعلقات، کم عمر مائیں وغیرہ کوئی نئی بات نہیں ہے؛ لیکن اب ایشیائی ممالک بھی جنہیں اپنی تہذیب وثقافت پر بڑا فخر ہے، اس لعنت میں مبتلا ہوتے جارہے ہیں اور یہ اسی ٹیکنالوجی کا مرہون منت ہے۔

افواہیں پھیلانے کا آسان ذریعہ: موجودہ دور میں اگر یہ کہا جائے کہ کسی بات کو پھیلانے، کسی کی شخصیت کو داغدار کرنے کا آسان ذریعہ سوشل میڈیا ہے تو یہ کچھ غلط بھی نہیں ہوگا، حالانکہ معلومات کی ترسیل باہمی ربط اور تعلیم وتعلم کا بھی ایک اہم ذریعہ ہے، لیکن نوجوان اسے کن چیزوں کے لیے استعمال کرتے ہیں، یہ کسی سے بھی مخفی نہیں، اس کے علاوہ سماج دشمن عناصر کے لیے یہ ایک آسان ذریعہ ہے سماج میں باہمی نفرت پھیلانے کا، باتوں کو غلط لوگوں سے منسوب کرنا، کسی کی نجی محفلوں کی باتوں کو پوشیدہ طریقے سے ریکارڈ کرکے انہیں طشت ازبام کرنا اس کے ذریعے آسان ہوگیا ہے۔ ان حالات میں آپ اپنے میں بھی احتیاج برتیں اور بچوں کی نگرانی کریں اور سوشل میڈیا کے مفید اثرات سے فائدہ اٹھائیں اور نقصاندہ چیزوں سے گریز کریں۔

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس کے رضا کاروں کو توصیفی سند سے نوازا گیا

پٹنہ کے تاریخی گاندھی میدان میں ۱۵/اپریل کو منعقد ہونے والی دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس کے کامیاب انعقاد پر امارت شرعیہ میں آج مورخہ ۲۵/اپریل ۲۰۱۸ء کو رضا کاروں کو توصیفی سند سے نوازتے ہوئے ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ پٹنہ کی تاریخ میں گاندھی میدان میں ایسا پرامن اور بامقصد اجتماع نہیں ہوا، جو ہر طرح کامیاب رہا اور اب اس کے سماجی وسیاسی اثرات بھی رونما ہونے لگے ہیں، اس کامیابی کے پیچھے آپ حضرات کی انتھک کاوشیں ہیں کہ آپ نے آنے والے مہمانوں کی ہر طرح نگرانی بھی کی، نگہبانی بھی اور ضیافت ومہمان نوازی کی مثال بھی قائم کی، واضح رہے کہ اس کانفرنس کے لئے ساڑھے تین ہزار (۳۵۰۰) رضا کار مختلف زونوں کے لئے مقرر کیے گئے تھے، ان رضا کاروں سے ناظم صاحب نے کہا کہ نوجوان اس ملک کے مستقبل ہیں، انہوں نے امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کی صدا پر لبیک کہتے ہوئے دین کی حفاظت کے لئے سینہ سپر ہوگئے، یہ سارے نوجوان حضرت امیر شریعت کی طرف سے مبارکباد قبول کریں، ناظم صاحب نے کہا کہ آپ کو تعلیم وتہذیب کے میدان میں بھی آگے بڑھنا ہے، دینی وعصری تعلیم میں بھی نمایاں کردار ادا کرنا ہے، اور اسلام کی صحیح اور سچی تصویر پیش کر کے دنیا کو بتانا ہے کہ اسلام اخلاق وکردار سے پھیلا ہے، ناظم صاحب نے یہ بھی کہا کہ امارت شرعیہ کے قیام کو سوسال کا عرصہ گذرنے والا ہے، اس عرصہ میں امارت نے بہت سے ملی اور رفاہی کام کیے ہیں، اور اس وقت یہ ادارہ حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کی فعال قیادت میں ترقی کی راہ پر گامزن ہے، آپ حضرات ان کی صحت وعافیت کے لئے بھی دعا فرمائیں۔ مولانا سہیل احمد ندوی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ جو کام اخلاص وللّٰہیت کے جذبہ سے کیا جاتا ہے، اس میں اللہ کی طرف سے برکتیں نازل ہوتی ہیں، آپ نے اسی عزم کے ساتھ مہمانوں کو آرام وراحت پہونچانے کا کام کیا یقین مانیے کہ گھڑی کے چھوٹے چھوٹے پرزے ہی گھڑی کے ظاہری وقت کی تعیین کرتے ہیں، آپ حضرات ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ اتنا بڑا اجلاس کامیاب ہوا۔ مولانا محمد شبلی القاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ گاندھی میدان کا یہ اجلاس ہندوستان کی تاریخ کا ایک انوکھا اور مثالی اجلاس تھا، آپ حضرات کی ضیافت ومہمان نوازی کے خوشگوار اثرات دیہاتوں سے آنے والے لوگوں نے بھی محسوس کیا اور تعریف وتحسین کے کلمات بیان کیے، انہوں نے کہا کہ حضرت امیر شریعت نے اس اجلاس کے ذریعہ ملت کے ہر سطح کے لوگوں کو ہمت وحوصلہ کے ساتھ زندگی گذارنے کا حوصلہ دیا، اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہم سب کو دور اندیش قائد عطا کیا ہے، ان کی صحت وعافیت کے لیے ہم سب برابر دعا کرتے رہیں۔ مولانا مفتی سہیل احمد قاسمی صاحب نے کہا کہ ہمارے رضا کار دوستوں نے جن نیک جذبات سے خدمت کا فریضہ انجام دیا صحیح اور سچی بات یہ ہے کہ انہوں نے ایک مثال قائم کی ہے، اور بتادیا کہ عہد رسالت میں صحابہ کرام نے جس طرح دین وایمان کی حفاظت کے لیے جان اور مال کی قربانیاں پیش کیں ہمارے ان نوجوان نسلوں نے بھی صحابہ کا نمونہ پیش کیا اور ہر طرح کی جانی ومالی قربانی پیش کر کے ایک نئی تاریخ رقم کی ہے۔ مولانا سہیل اختر قاسمی صاحب نے کہا ہے حضرت امیر شریعت مدظلہ نے جو الہامی فیصلہ کیا، نوجوانوں نے اسے کر دکھلایا، اور یہ ثابت کر دیا کہ اگر حضرت نے اس سے بھی بڑے اجتماع کے انعقاد کا حکم فرمایا تو ہم سب ملکر اسے بھی کامیاب کریں گے۔ اس موقع پر رضا کار کمیٹیوں کے نگراں حضرات نے بھی اپنے اپنے گراں قدر تاثرات کا اظہار کیا۔ پھر حضرت ناظم صاحب کے ہاتھوں نگراں حضرات کو توصیفی سند دی گئی تاکہ وہ اپنے رضا کاروں تک پہونچادیں۔ رضا کار کمیٹی کے روح رواں اور کنوینر جناب مولانا مفتی وصی احمد قاسمی صاحب نے نظامت کے فرائض انجام دیتے ہوئے کہا کہ آپ حضرات نے جس محنت لگن سے اپنی اپنی ذمہ داریوں کو انجام دیا ہے اس کا بہتر بدلہ اللہ کے یہاں ہی ملے گا ہم سب آپ کے شکرگزار ہیں کہ آپ نے امارت شرعیہ اور امیر شریعت کی آواز پر دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس کو ہر طرح کامیاب بنانے کی بھرپور کوشش کی۔ آخر میں حضرت ناظم صاحب کی دعا پر یہ نشست اختتام کو پہونچی۔

ائمہ کرام کی کوششیں بنیاد کی حیثیت رکھتی ہیں: حضرت امیر شریعت مدظلہ

دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس کے کامیاب انعقاد پر حضرت امیر شریعت نے ائمہ کرام کو مبارکباد دی

۱۵/اپریل کو شہر پٹنہ کے تاریخی گاندھی میدان میں منعقد ہونے والی دین بچاؤ دیش بچاؤ، کانفرنس کی کامیابی پر ضلع پٹنہ کے سینکڑوں ائمہ مساجد کے خصوصی اجتماع میں اظہار تشکر کرتے ہوئے مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے فرمایا کہ آپ حضرات نے ۱۵/اپریل کی کانفرنس کے لیے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور مسلمانوں تک پوری مضبوطی کے ساتھ اتحاد امت کی دعوت دی اور مسلمانوں کے مختلف طبقات میں اصلاح معاشرہ کے کام کو آگے بڑھایا میں اس کے لئے دل کی گہرائی سے آپ کا پھر شکریہ ادا کرتا ہوں، حضرت نے فرمایا کہ اس کانفرنس کی کامیابی میں آپ لوگ کی کوششیں بنیاد کی حیثیت رکھتی ہیں کہ اتنا بڑا مجمع آپ لوگوں کی محنت اور کاوشوں کی وجہ سے جمع ہوا، ہمارا یہ کام جاری رہنا چاہیے اور اپنی نافعیت کو خطابات کے ذریعہ بڑھاتے رہنا چاہیے، عورتوں تک بھی اصلاح کی کوشش جاری رہنی چاہیے، عورتوں کی تربیت سے گھر کا ماحول بھی خوشگوار ہوگا، حضرت امیر شریعت نے فرمایا کہ اس کانفرنس سے لوگوں کو بڑا حوصلہ ملا، اور اس کی وجہ سے امارت کا وقار اور وزن بھی محسوس کیا گیا، بلکہ اس کے سماجی، ملی اور سیاسی اثرات بھی پڑے، ہم جس ملک میں رہتے ہیں وہاں سیاست کے ووٹنگ سسٹم سے جدا نہیں ہوسکتے، آخر میں حضرت امیر شریعت نے ائمہ مساجد کا پھر شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ آپ نے اس کام کو اپنا کام سمجھ کر کیا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن صاحب قاسمی نے فرمایا کہ اس کانفرنس نے اسلام کی سچی تصویر پیش کی اتحاد امت کا نمونہ دیکھنے میں آیا، اور اس سے اسلام کی عظمت ووقار نمایاں طور پر ظاہر ہوا، اس کانفرنس کے اثرات پورے ملک میں پڑ رہے ہیں، جس کے لئے آپ سب ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں، انہوں نے فرمایا کہ امارت کی تاریخ روشن تاریخ رہی ہے اور آئندہ بھی یہ روشن تاریخ رہے گی، اب ضرورت اس بات کی ہے کہ کانفرنس میں جو تجاویز وقرارداد منظور ہوئیں اور حضرت امیر شریعت نے جو ہدایتیں اور رہنما اصول بیان فرمائے ہم سب اس کو لیکر آگے بڑھیں۔ نائب ناظم مولانا شبلی القاسمی صاحب اپنے افتتاحی کلمات میں ائمہ مساجد کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ آپ حضرات کی مجاہدانہ کوششوں ہی کے نتیجہ میں یہ اجلاس ہر طرح کامیاب رہا، یقیناً آپ لوگوں نے جو کچھ کاوشیں کی ہیں، وہ تاریخ کے زریں صفحات میں لکھے جانے کے قابل ہیں، حضرت امیر شریعت نے آپ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے، آپ سبھوں کے لئے دعاء صحت وعافیت بھی کرتے آرہے ہیں۔ اس خصوصی نشست میں حضرت مولانا اکرام الحق صاحب امام جامع مسجد پٹنہ جنکشن نے ملک کے ہر ریاست میں دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس کے منعقد کرنے کی تجویز رکھی اور اس کی افادیت کو بھی ظاہر کیا۔ تنظیم ائمہ مساجد کے سکریٹری مولانا غلام اکبر قاسمی صاحب نے کہا کہ اس کانفرنس کے ذریعہ مجمع نے ثابت کر دیا کہ اسلام جان سے بھی زیادہ عزیز ہے اور ہر مسلمان امیر شریعت کی صدا پر لبیک کہنے کو تیار رہیں گے، ہم ائمہ مساجد کی طرف سے حضرت امیر شریعت کو مبارکباد دیتے ہیں اور کو یقین دلاتے ہیں کہ آپ جب بھی ہمیں آواز دیں گے ہم سب اس پر لبیک کہیں گے۔ جناب مولانا ثناء اللہ ازہری صاحب، مولانا گوہر قاسمی صاحب، مولانا عبدالصمد صاحب، مولانا احسان الحق صاحب، مولانا مقصود عالم صاحبکے مجمع میں شریک تمام ائمہ کرام نے بھی اس کانفرنس کی کامیابی پر حضرت امیر شریعت مدظلہ اور امارت شرعیہ کے ذمہ داران وکارکنان کے علاوہ تمام تنظیموں کے ذمہ داروں اور بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے گوشے گوشے سے آنے والے مندوبین کرام کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اس کانفرنس سے لوگوں میں بیداری آئی ہے، اس لیے اس کو جاری رکھا جائے۔

امیر شریعت سادس حضرت مولانا سید نظام الدینؒ کی اہلیہ کا انتقال

نہایت ہی افسوس کے ساتھ یہ خبر دی جارہی ہے کہ امیر شریعت سادس حضرت مولانا سید نظام الدینؒ کی اہلیہ محترمہ حافظہ خاتون ۲۴/اپریل ۲۰۱۸ء کو انتقال کر گئیں، انا للہ وانا الیہ راجعون، ان کی عمر ۸۵ سال کے قریب تھی، مرحومہ ایک خدا رسیدہ خاتون تھیں، ادھر ایک ماہ سے سخت علیل تھیں، برین ہیمرج کی وجہ سے کومہ میں تھیں، ڈاکٹر کی نگرانی میں دوا علاج جاری تھا مگر وقت موعود آپہونچا اور رب کائنات سے جاملیں، ان کے انتقال پر دفتر امارت شرعیہ کے تمام ذمہ داران، کارکنان اور مبلغین وعمال نے دلی صدمے کا اظہار کیا اور مرحومہ کے لئے مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعائیں اور پسماندگان سے اظہار تعزیت کیا، قارئین نقیب سے بھی دعاء مغفرت کی درخواست ہے۔

دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس سے وحدت واجتماعیت کا عظیم پیغام ملا

امارت شرعیہ میں استقبالیہ کمیٹی کی خصوصی نشست میں حضرت امیر شریعت مدظلہ کا خطاب

۱۵/اپریل کو منعقد ہونے والی دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس کی بے مثال کامیابی پر مجلس استقبالیہ کے اراکین سے خطاب کرتے ہوئے امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے فرمایا کہ ہم آپ سب کے شکرگذار ہیں کہ آپ نے اپنی ذمہ داری نبھائی، محنت ومستعدی کے ساتھ اس کانفرنس کو کامیاب بنانے میں حصہ لیا، لوگ اطمینان وسکون کے ساتھ آئے اور مہذب انداز میں گئے، اب ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ مقاصد کو بروئے کار لائیں، لوگوں کے اندر جو اعتماد واعتبار پیدا ہوا ہے، اور اس کو برقرار رکھتے ہوئے آگے بڑھائیں اور ان کے سماجی اور سیاسی معاملات کو زیادہ مستعدی کے ساتھ حل کرنے کی کوشش کریں، حضرت امیر شریعت نے فرمایا کہ خواتین کے جو احتجاجی مظاہرے ہوئے اس کے اچھے خوشگوار اثرات پوری دنیا میں محسوس کئے گئے اور انشاء اللہ اس کے نتائج بھی بہتر سامنے آئیں گے۔ ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے اپنے خیر مقدمی کلمات میں اراکین کا استقبال کرتے ہوئے کہا کہ آپ حضرات نے کانفرنس کو کامیاب بنانے میں بڑی جدوجہد کی اور حضرت امیر شریعت مدظلہ کے حکم اور ہدایت کے مطابق اس کو انجام تک پہونچایا، اس کانفرنس کے ذریعہ پورے ملک کے اندر وحدت واجتماعیت کا پیغام دیا، اور لوگوں میں خود اعتمادی کی کیفیت ابھر کر سامنے آئی۔ جناب حسن احمد قادری ناظم جمعیۃ علماء بہار نے کہا کہ اس کانفرنس سے ملک میں ایک مثبت پیغام گیا ہے، اس طرح کے کانفرنس دہلی، ممبئی اور یوپی وغیرہ میں منعقد کئے جائیں۔ مولانا خورشید عالم مدنی نے کہا کہ اس کانفرنس کے ذریعہ مسلمانوں کو باوقار زندگی گذارنے کا پیغام ملا ہے اور اس کے ذریعہ دلت سماج کے ساتھ بھی مضبوط تعلقات پیدا ہوں گے۔ مولانا اکرام الحق صاحب نے کہا کہ اس کانفرنس میں ایوان باطل میں زلزلہ پیدا کر دیا ہے، ضرورت ہے کہ اس تحریک کو جاری رکھا جائے۔ مولانا ابوالکلام شمسی صاحب نے کہا کہ اس کانفرنس کے ذریعہ مسلمانوں میں ایک بیداری آئی ہے، اور اتحاد کا مثالی نمونہ ابھر کر سامنے آیا ہے۔ نائب ناظم مولانا شبلی القاسمی صاحب نے کہا کہ اس کانفرنس نے مسلمانوں کے اندر ہمت وحوصلہ اور توانائی عطا کی اور ملی اتحاد کی راہ ہموار کی ہے، جس کے لئے آپ لوگ شکریہ کے مستحق ہیں۔ مولانا سہیل احمد ندوی صاحب نے کہا کہ حضرت امیر شریعت مدظلہ کی خصوصی توجہ اور آپ حضرات کی سرفروشانہ کاوشوں کی وجہ سے یہ کانفرنس ہر اعتبار سے کامیاب رہی۔ جناب پروفیسر محمود نہسوی صاحب نے کہا کہ گاندھی میدان کی کانفرنس سے مسلمانوں کو حوصلہ ملا ہے۔ مفتی سہیل احمد قاسمی صاحب نے کہا کہ یہ کانفرنس کامیاب بھی رہی اور بے مثال بھی رہی۔ جناب مولانا امانت حسین صاحب نے کہا کہ کانفرنس تاریخ ساز رہی۔ جناب اعظمی باری صاحب نے کہا کہ اس کانفرنس نے ثابت کر دیا کہ مسلمان سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں لیکن دین وشریعت میں مداخلت کو قطعا برداشت نہیں کر سکتے۔ مولانا عبدالواحد ندوی صاحب نے کہا کہ ہم سب لوگوں نے حضرت امیر شریعت کی آواز پر لبیک کہا، اب اللہ کا شکر ہے کہ ہماری یہ تحریک کامیاب رہی۔ اس استقبالیہ نشست سے جناب سلام الحق صاحب، جناب احمد جاوید صاحب، جناب ماسٹر صابر صاحب، مولانا عبدالباسط ندوی صاحب، سید قمرالدین صاحب، جناب نجم الحسن نجمی صاحب، مولانا ابوالکلام امارت شرعیہ، مولانا محمد گوہر امام صاحب، جناب عقیل ہاشمی صاحب، جناب چودھری نیلم عباس عرف نیلو، جناب مشرف علی صاحب، جناب محمد مظاہری صاحب نے اپنے دلی تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ بے مثال کانفرنس تھی، جس کی کوئی نظیر آزادی سے پہلے اور آزادی کے بعد نہیں ملتی، اس کے ذریعہ مسلمانوں کے تعلقات میں استواری آئی۔ اخیر میں یہ نشست دعا پر اختتام کو پہونچی۔

Volume:56/66,Issue:18 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND
THE NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

ہوس نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے نوع انساں کو
اخوت کا بیاں ہوجا محبت کی زباں ہوجا
(علامہ اقبال)

انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا-احتیاطی تدابیر

مومن فہیم احمد عبدالباری

ہندوستان دنیا کے ان ممالک میں سے ایک ہے، جس کی بڑی آبادی نوجوانوں پر مشتمل ہے، یہ نوجوان ملک کی معاشی واقتصادی ترقی کا اثاثہ ہیں؛ لیکن تعلیمی دباؤ، اچھا کریئر اور بہترین ملازمت حاصل نہ کر پانے کا خوف یا زندگی میں ناکامی کا ڈر یہ وہ مسائل ہیں جو نوجوانوں کے پیش نظر ہیں، عالمگیریت کے دور میں جہاں ٹیکنالوجی نے انسانوں کو کئی سہولیات بہم پہنچائی ہیں، وہیں اس کے نقصانات بھی عیاں ہیں، انگریزی روزنامہ ہندوستان ٹائمز نے گزشتہ دنوں ہندوستان کے مختلف شہروں کے نوجوانوں کا ایک سروے کیا اور یہ جاننے کی کوشش کی کہ دور جدید میں نوجوان کیوں ذہنی دباؤ، اضطراب اور بے چینی کا شکار ہیں اور ان کے مسائل میں کون سے عوامل کارفرما ہیں، اگرچہ سروے ایک محدود سیمپل پر مشتمل ہے؛ لیکن اس کے نتائج حیران کن ہیں اور بالخصوص شہری علاقوں کے بیشتر نوجوانوں کے مسائل کی غمازی کرتے ہیں، ان عوامل کی بناپر نوجوان ڈپریشن، تناؤ، بے خوابی، کم عمری میں ذیابطیس اور دل کے عارضے میں مبتلا ہورہے ہیں، یہ نتائج ہمیں اس بات پر مجبور کرتے ہیں کہ بروقت نوجوانوں کی صحیح رہنمائی اور ذہنی تربیت ضروری ہے۔

۸۰ رفیصد نوجوان اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ بڑھتے دباؤ اور تناؤ کی بناپر ان کی نیند متاثر ہوئی ہے، ۶۴ رفیصد طلبہ امتحانات کے ڈر سے بے خوابی کے شکار ہیں، دہلی میکس ہاسپٹل کے ڈاکٹر سمیر ملہوترا کے مطابق مقابلہ جاتی امتحانات میں ناکامی کا خوف تناؤ اور ڈپرسن کا سب سے اہم سبب ہے، تعلیم کے علاوہ خوبصورت نظر آنا بھی طلبہ میں فکرمندی کا باعث ہے، بالخصوص کالج میں نیا داخلہ لینے والے طلبہ کے لیے ایک جیسے یونیفارم کی بناپر اس کا احساس نہیں ہوتا؛ لیکن کالج لائف میں کپڑے، ہیئر اسٹائل وغیرہ ان کے اضطراب کی ایک وجہ ہے، تقریبا ۴۱ رفیصد طلبہ کے لیے یہ ایک اہم ایشو ہے، جو یہ محسوس کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے ساتھیوں کی طرح ڈریس زیب تن نہیں کیئے، یوان کا مذاق اڑایا جائے گا، یا پھر دوست انہیں اپنے حلقے میں شامل نہیں کریں گے، یہ سوچ ایسے طلبہ کو احساس کمتری میں مبتلا کرتی ہے، جو بعض اوقات انہیں خودکشی اور جرائم پر آمادہ کرتی ہے، اس کے علاوہ کالج اور ہاسٹل میں ہونے والی ریگنگ کے واقعات بھی نوجوانوں کو شدید ذہنی تناؤ میں مبتلا کرتے ہیں اور بعض معاملات میں تو یہ خودکشی یا قتل کا سبب بھی بنتے ہیں۔

موجودہ کارپوریٹ اور ٹارگیٹ سیلینگ کلچر نے نوجوانوں کو اپنے کریئر میں ناکامی اور روزگار ختم ہوجانے کے ڈر میں مبتلا کردیا ہے، حالانکہ بڑے تعلیمی اداروں میں سو فیصد پلیسمنٹ کی ضمانت دی جاتی ہے؛ لیکن نوجوان اس فکر میں رہتے ہیں کہ انہیں ان کی صلاحیت اور اہلیت کے مطابق جاب حاصل ہوگی یا نہیں؟ مزید کاروبار کے مزاج اور کاروباری دباؤ نے نوجوانوں میں ڈپریشن، ذیابطیس اور دل کے عارضے جیسے امراض کا شکار بنادیا ہے، شاید اسی بناپر موجودہ دور میں طلبہ اور نوجوانوں میں خودکشی، کم عمری میں موت اور جرائم کی طرف راغب ہوجانے کے رجحانات پروان چڑھ رہے ہیں، کارپوریٹ کلچر کے دباؤ کا ہی نتیجہ ہے کہ نوجوانوں کی اکثریت سگریٹ نوشی کی لت میں مبتلا ہے اور یہ تعداد روز بروز بڑھتی جارہی ہے، اس کے علاوہ کارپوریٹ پارٹیوں میں مفت کی شراب انہیں آہستہ آہستہ عادی شرابی بنارہی ہے، تقریبا ۳۰ رفیصد نوجوان اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ انہیں اپنی جاب کھوجانے کا ڈر ہے، یہ تو وہ افراد ہیں جو برسرروزگار ہیں، جنہیں سرے سے روزگار ہی نہیں ملا، ان کا کوئی ذکر نہیں، دوسری اہم بات یہ ہے کہ یہ نوجوان ان شہروں سے تعلق رکھتے ہیں، جنہیں روزگار اور جاب مارکیٹ کے ابھرتے ہوئے مراکز مانا جاتا ہے، جیسے کوچی، بھونیشور اور جے پور وغیرہ، تقریبا ایک چوتھائی یا ۲۵ رفیصد نوجوان اپنے رشتوں میں غلط فیصلوں سے فکرمند ہیں، لڑکیوں کے نزدیک یہ بات زیادہ اہم ہے کہ شادی کے بعد ان کی آزادی ختم نہ ہوجائے، جبکہ لڑکے تعلیم یافتہ اور برسرروزگار لڑکیوں سے شادی کرکے خود کو غیرمحفوظ تصور کرتے ہیں، شاید یہی وجہ ہے کہ ماضی کی بہ نسبت ایکسٹرا میریٹل افیئرس اور شادی ٹوٹ جانے کے واقعات زیادہ ہورہے ہیں۔ٹیکنالوجی کے اس دور میں جہاں دنیا بھر کی معلومات اپنے اسمارٹ فون پر انگلیاں پھیرنے سے حاصل ہوجاتی ہیں، وہیں یہ اسمارٹ فون نوجوانوں کو تنہائی پسند بنانے میں اہم رول ادا کررہا ہے، تقریبا ۱۰ رفیصد نوجوان اس بات کی شکایت کرتے ہیں کہ وہ تنہائی کے خوف کا شکار ہیں، اس سروے میں نوجوانوں سے یہ بھی پوچھا گیا کہ وہ اپنی تنہائی یا ذہنی دباؤ سے نجات حاصل کرنے کے لیے کیا کرتے ہیں، تقریبا ۷۰ رفیصد موسیقی سننے، ۵۳ رفیصد فلمیں دیکھنے اور ۴۷ رفیصد دوسروں سے بات اور تقریبا اتنے ہی پارٹی کرنے کو ترجیح دیتے ہیں، حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ۳۷ رفیصد اپنی تنہائی اور ذہنی دباؤ سے نجات حاصل کرنے کے لیے اسمارٹ فون کا استعمال کرنا بتایا ہے، یہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ یہ نوجوان دراصل اپنے بنیادی مسئلے ہی سے ناواقف ہیں، اس ضمن میں ڈاکٹر ملہوترا کا کہنا ہے کہ اسمارٹ فون کا بذات خود استعمال ان امراض کی وجہ ہے، ڈرائیونگ کرتے وقت فون پر بات کرنا، ٹیکسٹ میسیج کرنا یا سوشل میڈیا کی پوسٹ کو دیکھنا وغیر غیرمتوقع حادثات کا سبب بنتا ہے، اس کے علاوہ موبائل ساتھ میں لے کر سونا نیند میں بار بار خلل کا سبب بنتا ہے، جس کی بناپر یہ نوجوان بے خوابی کا شکار ہیں۔موجودہ دور میں انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کی اہمیت کو اس بات سے سمجھا جاسکتا ہے کہ یہ حکومتوں کو بنانے اور بچانے کے علاوہ کسی عام واقعے کو خاص کردینے کی اہلیت رکھتا ہے، لیکن جہاں اس کے کئی فوائد ہیں، وہیں یہ نقصان کا باعث بھی ہے، سوشل نیٹ ورکنگ ویب سائٹس نے جہاں ایک جانب ہماری زندگیوں میں کئی آسانیاں پیدا کی ہیں اور ایک دوسرے سے رابطوں کو سہولت کے ساتھ ممکن بنایا ہے، وہیں دوسری طرف دیکھا جائے تو اس کی وجہ سے ہمارے نوجوانوں کو ذہنی صحت کے بحران کا بھی سامنا کرنا پڑرہا ہے، بین الاقوامی جریدے انڈی پنڈینٹ کے مطابق گزشتہ ۲۵ ربرسوں کے دوران نوجوانوں میں پائے جانے والے دباؤ اور پریشانیوں میں ۷۰ رفیصد اضافہ ہوا ہے اور اس دباؤ میں اضافے کی بنیادی وجہ سوشل میڈیا کو قرار دیا جارہا ہے، پندرہ سو نوجوانوں پر کئے جانے والے ایک سروے کے مطابق ۱۴ رسے ۲۴ رسال کی عمر کے نوجوان اس سوشل میڈیا کی وجہ سے دباؤ اور پریشانی کا شکار ہیں، سوشل میڈیا نوجوانوں کو کیسے دباؤ کا شکار بنارہا ہے، اس کے چند اسباب درج ذیل ہیں۔

ذہنی پریشانی کا سبب : آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ ایک سائبر سیکورٹی کمپنی میک کیفے کے مطابق سوشل نیٹ ورکنگ کی ویب سائٹس پر ۸۷ فیصد نوجوانوں کو ہراساں یا پریشان کئے جانے کے واقعات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، انہین قابل اعتراض پیغامات یا ای میل افواہیں اور نامناسب مواد ارسال کیا جاتا ہے، یہ انتہائی نقصان دہ طریقہ کار ہے اور اسے کسی بھی وقت استعمال کیا جاسکتا ہے، کسی بھی نامعلوم شخص کی جانب سے تصاویر، یا پیغامات ارسال کرنے والے شخص کے بارے میں پتہ لگانا انتہائی مشکل کام ہوتا ہے اور آپ بعض اوقات ان پیغامات یا تصاویر کو حذف بھی نہیں کرپاتے اور یوں آپ دباؤ کا شکار بن جاتے ہیں۔

ناامیدی اور دکھ میں مبتلا کردینا: سماجی روابط کی ویب سائٹس پر پوسٹ کی جانے والی تصاویر دیگر صارفن کی زندگیوں پر گہرے اثرات مرتب کرتی ہیں، اکثر صارفین ایسی تصاویر یا پوسٹ شیئر کرتے ہیں، جن سے ایسا لگتا ہے کہ وہ ایک انتہائی حیرت انگیز اور بھرپور زندگی گزار رہے ہیں، دیگر صارفین ان تصاویر کو دیکھ کر یہ سوچنے پر مجبور ہوجاتے ہیں جیسے ان کی زندگی میں کوئی خوشی نہیں ہے اور وہ عام سی زندگی جی جارہے ہی اور یوں وہ کو دوسروں سے بہت پیچھے تصور کرتے ہیں اور احساس کمتری کا شکار ہوجاتے ہیں۔

سوشل میڈیا یا پوسٹ کے کمنٹسی کے نتائج : عام طور پر مذہبی یا سیاسی پوسٹ پر لوگوں کا جذباتی ردعمل سامنے آتا ہے، اگر ردعمل مثبت ہو تو لوگ خوش ہوتے ہیں؛ لیکن ایسا عموماً نہیں ہوتا اور بعض اوقات کسی پوسٹ پر کئے گئے کمنٹ کو پڑھ کر ایک سنجیدہ شخص انجانے خوف اور ناامیدی کی کیفیت میں مبتلا ہوجاتا ہے، انسان بنیادی طور پر اپنے مذہبی عقائد کے تئیں انتہائی حساس ہوتا ہے اور مذہبی پوسٹ پر کئے گئے نازیبا کمنٹ اس میں دوسروں کے تئیں نفرت کا جذبہ ابھارتے ہیں اور وہ غیرشعوری طور پر ایک پورے سماج اور کمیونٹی کے خلاف نفرت کا اظہار کرتا ہے، جو سماج میں منافرت پھیلانے کا ذریعہ بنتا ہے۔

تنہائی کا شکار ہوجانا : یقیناً سوشل میڈیا نے روابط کا ایک جدید ترین ذریعہ تخلیق کیا ہے؛ لیکن حقیقت میں ہم خود کو دوسروں سے بہت زیادہ منقطع محسوس کرنے لگے ہیں، یونیورسٹی آف پیٹرز برگ کی ایک تحقیق کے مطابق اگر کوئی صارف روزانہ صرف ۲ رگھنٹے سوشل نیٹ ورکنگ کی ویب سائٹس پر گزارتا ہے تو وہ اس سے دوگنا زائد خود کو سماجی طور پر تنہا محسوس کرتا ہے، سوشل میڈیا پر تو نوجوان مسلسل ہر سماجی سرگرمی پر نظر رکھتے ہیں؛ لیکن حقیقت میں وہ کسی سے زیادہ ملتے نہیں ہیں اور نہ آمنے سامنے بیٹھ کر بات چیت ہی کرتے ہیں۔

سوشل میڈیا کے نشے کا عادی ہوجانا : سوشل نیٹ ورکنگ کی ویب سائٹس آج اس حد تک ہماری زندگی میں رائج ہوچکی ہیں کہ ہم صبح اٹھ کر سب سے پہلے انہین ہی چیک کرتے ہین اور رات کو سونے سے قبل بھی آخری بار اسی پر پائے جاتے ہیں، برطانیہ میں کی جانے والی ایک تحقیق کے مطابق دوتہائی نوجوا اس وقت تک خود کو پرسکون محسوس نہیں کرتے، جب تک کہ ان کی رسائی ان ویب سائٹس تک نہ ہوجائے، سوشل میڈیا کی یہ بری عادت ہمارے دماغ کے ان خطرناک حصوں کو بھی فعال کردیتی ہے، جو کہ صرف منشیات یا کوکین جیسے نشے کرنے کی صورت میں ہی فعال ہوتے ہیں، سوشل میڈیا اب صرف وقت گزاری کی چیز نہیں؛ بلکہ ضروری حصہ بن چکی ہے۔غیراخلاقی اور نامناسب مواد تک رسائی پر ہر قسم کے موضوع سے متعلق وسیع پیمانے پر معلومات حاصل کی جاسکتی ہے اور وہ بھی بہ آسانی۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ رپر)